ماہنامہ
جہد حق

پاکستان کمیشن
برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - September 2021 - Registered No. CPL-13 (قیمت10روپے)

جلدنمبر28 ...... شمارہ نمبر9...... ستمبر2021

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلٰی کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آ جانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشو نما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو و نما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

فہرست

پریس ریلیزیں	03
بس !اب انسان بنو	05
پاکستان نہیں مردانستان	06
سماجی شعور اور اخلاقی گراوٹ	07
میں اڑنا چاہتی ہوں	07
چارسو اور باقی ہم سب	08
عشق وہ کارِ مسلسل ہے	09
آن لائن تعلیم کس طرح نوجوانوں کے مسائل میں اضافہ کررہی ہے	10
یہ سوچ کر ڈرتی ہوں کہ پولیس کہیں میرے والد کی جان نہ لے لے	12
تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کا عالمی میثاق	13
سرائیکی وسیب میں بھٹہ مزدوروں کے مسائل	20

ایچ آر سی پی نے انسانی حقوق کے بحران پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے صورتحال کی بہتری کے لیے فوری اقدامات کا مطالبہ کیا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی گورننگ کونسل نے اپنے ششماہی اجلاس کے اختتام پر ملک کے کمزور ترین شہریوں کے تحفظ میں ریاست کی مکمل ناکامی پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔

ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ بچوں کی حفاظت کے یونٹوں کو فعال کیا جائے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے بچوں کے خلاف جرائم میں ملوث مجرموں کا سراغ لگانے اور اُن کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لئے اپنی کوششوں میں تیزی لائیں۔عورتوں اور لڑکیوں پر تشدد جس کی حالیہ مثال اسلام آباد میں نور مقدم کا بہیمانہ قتل ہے، نیز راولپنڈی میں ایک خاتون جبکہ کوئٹہ میں کم از کم تین بچوں کے ساتھ جنسی بدسلوکی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں جنس کی بنیاد پر عورتوں پر سنگین مظالم کی دیدہ دانستہ مہم جاری ہے جس کا تدارک انتہائی ضروری ہے۔علاوہ ازیں، گھریلو تشدد کے خلاف انتہائی اہم مسودہ قانون کو بلاوجہ صرف مردوں پر مشتمل اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

مذہبی اقلیتیں اور مسالک شدید دباؤ کا شکار ہیں، اُن کی عبادت گاہوں کو اکثر حملوں یا بے حرمتی کا سامنا رہتا ہے۔ ریاست کو عدالتِ عظمٰی کے 2014 کے فیصلے پر عمل درآمد کے لئے فوری اور ٹھوس اقدامات کرنے چاہئیں۔اِس عدالتی فیصلے میں عبادت گاہوں کے تحفظ کے لئے خصوصی پولیس فورس کے قیام کا تقاضہ کیا گیا تھا۔حکومت کو یہ احساس بھی کرنا ہوگا کہ شیعہ ہزارہ برادری فرقہ ورانہ تشدد کے خاص نشانے پر ہے۔

ایچ آر سی پی کو کراچی کے علاقوں گجر نالہ اور اورنگی میں تجاوزات مخالف مہمات کے اثرات پر تشویش ہے۔صوبائی حکومت کو چاہیے کہ وہ بے گھر ہونے والے لوگوں کو مناسب معاوضہ دے اور ان کی آبادکاری کا ایسا بندوبست کرے کہ جس سے اُن کے ذریعہ آمدن پر کوئی منفی اثر نہ پڑے۔ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ بحریہ ٹاؤن کے ترقیاتی منصوبوں کی نتیجے میں ہونے والی جبری بیدخلیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔

حکومت کو مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کی حفاظت پر خصوصی توجہ دینا ہوگی، خاص طور پر گوادر میں ماہی گیروں کے ذریعہ روزگار کو درپیش خطرات، اوکاڑہ میں فوج کے زیرِ ملکیت کھیتوں میں چھوٹے کسانوں اور بلوچستان اور کے پی میں برے ترین حالات میں کام کرنے والے کان کنوں کے مسائل پر۔

ایچ آر سی پی کو جبری گمشدگیوں میں ملوث مجرموں کا محاسبہ نہ ہونے پر شدید تشویش ہے۔تمام ریاستی ایجنسیوں کو قانون کے دائرے میں لایا جائے اور انکوائری کمیشن برائے جبری گمشدگان صرف اعداد ہی پیش نہ کرے بلکہ جوابات بھی دے۔

ایچ آر سی پی کو گذشتہ تین برسوں میں اظہارِ رائے کی آزادی پر لگائی گئی قدغنوں پر شدید تشویش ہے۔صحافیوں کے اغواء اور اُن پر تشدد کی اطلاعات اکثر و بیشتر موصول ہوتی رہتی ہیں، سیلف سنسر شپ معمول کا حصہ بن چکی ہے اور ریاست کی جابرانہ پالیسیوں کی وجہ سے صحافیوں کے لیے اپنی ملازمت برقرار رکھنا تک مشکل ہوگیا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ حال ہی میں 'ریاست مخالف رجحانات' پر سرکار کی جاری کردہ رپورٹ انسانی حقوق کے کئی نامور دفاع کاروں اور صحافیوں کو بدنام کرنے کی سوچی سمجھی کوشش ہے۔

خیبر پختونخوا میں ضم ہونے والے اضلاع میں سیاسی انجینئرنگ کا سلسلہ بند کیا جائے اور سیاسی اختلاف رائے پر عائد پابندیاں اٹھائی جائیں۔اسی طرح ریاست کو اس علاقے سے تمام بارودی سرنگیں ختم کے لیے فوری اقدامات کرنا ہوں گے۔یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت حال ہی میں طالبان کی جاری کردہ 'قتل فہرست' کی تحقیقات کرے اور اُس سے متعلق تمام افراد کو سکیورٹی فراہم کرے۔

افغانستان میں پُرتشدد صورتحال مہاجرین کی بہت بڑی تعداد کی ہجرت کا سبب بن سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر ایچ آر سی پی حکومت کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہے کہ ملک کی سرحدوں کے اندر مقیم تمام افراد کی آزادی اور سلامتی کے حق کی ضمانت اس کا اخلاقی فریضہ ہے۔ پاکستان کو مہاجرین کی حیثیت سے متعلق جنیوا کنونشن 1951 پر دستخط بھی کرنے چاہئیں اور ان تمام افراد کے حقوق کی حفاظت کے لیے قانون سازی کرنی چاہیے جو پناہ کی درخواست دیں۔ شدت پسندی کے امکان میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے، ریاست کو چاہیے کہ وہ شہریوں کو نیشنل ایکشن پلان کے نفاذ کے صورتحال کے بارے میں بھی آگاہ کرے۔

حکومت کے جابرانہ طرزِعمل میں اضافے کی وجہ سے ریاست اور سول سوسائٹی کے درمیان اتفاقِ رائے کی فضا سکڑ رہی ہے۔ ایچ آر سی پی کو گذشتہ تین برسوں کے دوران ملک کے وفاقی ڈھانچے پر پڑنے والے شدید دباؤ پر بھی پریشانی ہے۔ طالبعلموں کے سیکولر تعلیم کے حق کو مدنظر رکھتے ہوئے، کسی صوبے کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بننے والے یکساں قومی نصاب اختیار کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

پارلیمانی کاروائیاں خفیہ انداز سے نہیں ہونی چاہییں۔ عوام کو ایوان میں ہونے والی بحث اور فیصلہ سازی جاننے کا حق ہے۔ بالکل اِسی طرح، ایچ آر سی پی عدلیہ کی آزادی کی مخدوش حالت، سندھ اور کے پی میں جرگے کے بدستور اطلاق، اور قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی غیرفعال حالت بھی فکرمند ہے۔

ایچ آر سی پی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ویکسینیشن مہم میں تیزی لائے اور یقینی بنائے کہ ایسے افراد سماجی تحفظ کی اسکیموں سے مستفید ہونے سے محروم نہ رہ جائیں جن کے پاس شہریت کی دستاویزات نہیں اور اُن لاکھوں بیضابطہ کنٹریکٹ ملازمین کو بھی ان اُسکیموں میں شامل کیا جائے جو روزگار کے لیے کے اپنی نقل وحرکت کی آزادی پر منحصر ہیں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔14اگست 2021]

حکومت کان کنوں کی حفاظت کو مسلسل نظرانداز کررہی ہے:ایچ آرسی پی

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کو یہ جان کر شدید دکھ ہوا ہے کہ بلوچستان اور خیبرپختونخوا میں حکومت کان کنوں کی سلامتی کے حق کو مسلسل نظرانداز کر رہی ہے۔

24 اگست کو مرواڑ، بلوچستان میں تین کان کنوں کا قتل سال 2021 میں پیش آنے والا کم ازکم ایسا دوسرا واقعہ ہے۔ اِس سال جنوری میں، مچھ میں، 11 کان کن مسلح جنگجوؤں کے ہاتھوں اغواء ہوکر گولیوں کا نشانہ بن کے ہلاک ہو گئے تھے۔ اِس کے علاوہ، اپریل میں شانگلہ، خیبرپختونخوا میں 16 کان کنوں کی باقیات کی بازیابی جنہیں ایک عشرہ قبل اغوا کر کے قتل کیا گیا تھا، ایک تلخ یاددہانی ہے کہ کان کنوں کی زندگیاں عرصہ دراز سے غیراہم سمجھی جارہی ہیں۔ انہیں نہ صرف کام کے خطرناک حالات میں کام کرنے پر مجبور ہیں بلکہ دور دراز واقع کانوں کے علاقہ جات جہاں جنگجو گروپ اکثر کانوں کے مالکان سے بھتہ وصول کرتے ہیں، میں امن عامہ کی مخدوش صورتحال کے نتیجے میں سنگین خطرات سے بھی دوچار ہیں۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اطلاعات کے مطابق، سکیورٹی ایجنسیوں نے پیداوار پر غیرسرکاری سکیورٹی محصول عائد کررکھا ہے جسے کانوں کے مالکان بھتہ قرار دیتے ہیں مگر پھر بھی وہاں سکیورٹی کی فراہمی جو کہ بطورِ سرکاری ملازم اُن کا بنیادی کام ہے، میں ناکام ہیں۔ ایچ آر سی پی نے مرواڑ واقعے کی فوری تحقیقات اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر، ریاست کو چاہیے کہ وہ بلوچستان اور خیبرپختونخوا میں کان کنوں کو کام کے محفوظ مقامات فراہم کرے اور اُن مقتولین کے خاندانوں کو معاوضہ دے جو فرقہ وارایت یا جنگجوئی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔27اگست 2021]

جہدِحق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔ جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوانِ جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہدِحق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پرمبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہدِحق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

بس! اب انسان بنو

سائرہ انور

مری زبوں حالی کا قصہ مت پوچھ
تیری گرفت میں ہوں، تڑپ رہی ہوں
سانسیں میری کھینچ کر تو نے
غیرت کا کفن اوڑھا رکھا ہے
کبھی ہاتھوں سے
کبھی آنکھوں سے
کبھی باتوں سے
کبھی رسموں سے
کبھی رشتوں سے
مجھے نوچ نوچ کر کھاتے ہو
میرے جسم میں
میری فکر کو
میری کوکھ کو
میری روح کو
میرے فن کو
میری ذات کو
میری شخصیت
میری پہچان کو تو نے محصور کر ڈالا
میرے رنگ کو میرے روپ کو
میرے سجنے اور سنورنے کو
میری آنکھوں کو
میری زلفوں کو
میرے جسم کے رنگوں کو
میرے بدن کی خوشبو کو
میری انگلیوں کی نزاکت کو
تم نے اپنی تفریح بنا ڈالا
میری ہستی کو
میرے لیے اک گالی ہی بنا ڈالا
اپنی ساری کالی کرتوتوں کا
مجھے کفارہ بناتے ہو
شرم سے ڈوب مرو

میرے گوشت میں
میری کوکھ میں
میرا لہو پی کر
تمھارا وجود پنپتا ہے
میری چھاتیوں کو نچوڑ کر
میں تیرا پیٹ بھرتی ہوں
تم کہتے ہو میں کمزور ہوں
کیا میں اُس وقت کمزور نہیں تھی
جب تم ناتواں تھے
جب تم خود کا گند صاف کرنے کے قابل نہیں تھے
جب تم خود کو سنبھالنے کے قابل نہیں تھے
جب تم بادل کی گرج سے ڈر کر
میرے آنچل میں چھپتے تھے
میں اُس وقت کمزور نہیں تھی
جب تم میری انگلی تھامے
لوگوں کے ہجوم سے خوفزدہ ہو جاتے تھے
واہ رے مرد آج تم کہتے ہو کہ
مجھے تمھاری حفاظت کی ضرورت ہے
میرے جسم سے نکل کر
میرے جسم سے پل کر
میرے جسم کو نوچ کر
میرے محافظ بن بیٹھے
مجھ میں مجھی کو قید کر ڈالا
اور کہتے ہو کہ میں کم عقل ہوں
میں اُس وقت کم عقل نہیں تھی
جب تمھیں دنیا کے بارے میں سکھایا
انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا
تمھیں علم دیا، تمھیں پالا
تمھاری بیماری میں تمھیں سنبھالا
میں تب کم عقل نہیں تھی
تو اب ایسا کیا ہوا کہ

تمھارے اندر مردانگی کا درندہ جاگ اٹھا؟
اب کیوں تمھارے اندر برتری در آئی ہے
تم تب بھی گوشت پوست کے انسان تھے
اور اب بھی گوشت پوست کے انسان ہو
جیسے میرا جسم رگوں، خون اور ہڈیوں کا مرکب ہے
جیسے میں سانس بند ہونے سے مر جاؤں گی
ویسے ہی تم بھی سانس بند ہونے سے مر جاؤ گے
چوٹ لگنے پر مجھے جو درد محسوس ہوتا ہے
ویسے ہی تمہیں بھی چوٹ لگنے پر درد ہوتا ہے
سنو! بہت ہو گیا یہ مردانگی اور درندگی کا کھیل
چلو یوں ہی سہی! اپنی مردانگی سے پوچھو
کیا تمھیں موت سے بچا سکتی ہے
یا تمھیں بیماریوں سے بچا سکتی ہے
اگر نہیں، تو پھر اب بس
بہت ہو چکا یہ مردانگی اور درندگی کا کھیل
انسان پیدا ہوئے تھے تم
واپس آؤ اپنی اصل کی طرف
پھر دیکھو زندگی کا لطف
ذرا برابری کو محسوس کر کے تو دیکھو
مرد اور عورت کے لبادے سے نکل کر
دو انسانوں کے ساتھ رہنے کا سکھ محسوس کرو،
اِسی دنیا میں جنت کا لطف اٹھا کر دیکھو
جہنم میں بہت جی لیے، انسانوں کی جنت میں آ کر دیکھو
ایک آخری بات ذرا کان کھول کر سنو
میں کمزور نہیں، میں انسان ہوں

پاکستان نہیں مردانستان

عاصمہ شیرازی

میرا جسم میری مرضی کے نعرے پر بلبلا اُٹھنے والے سارے مرد دیکھ لیں کہ عورت کے جسم پر کس کی مرضی ہے؟اس نعرے کے خلاف میدان میں اُترنے والوں کو مینارِ پاکستان کے مناظر سے کافی اطمینان اور خوشی نصیب ہوئی ہوگی کہ اُن کے پیروکاروں نے کس طرح عورتوں کے جسم پر اپنی مرضی کے بھنگڑے ڈالے، آزادی کے جشن میں کس طرح روحوں کو پامال کیا۔

ہم منتظر تھے کہ بے حیائی پھیلاتے اشتہاروں، سُرخی پاؤڈر کے بل بورڈوں، رقص وسرود کی محفلوں پر تنقید کرتے مفتی حضرات ان بھنبھوڑتے، نوچتے انسان نما جانوروں پر فتوے لگاتے، مگر اس بار بھی موردِ الزام مکمل کپڑوں میں ملبوس ٹک ٹاکر ہی ٹھہری کیونکہ قصور تو اُسی کا تھا جو مینارِ پاکستان کے سائے تلے صرف مردوں کے پاکستان میں آزادی کی چند سانسوں کا جشن منانے چلی گئی۔

قصور چنگ چی رکشے میں بیٹھنے والی اُن لڑکیوں کا ہے جو ریاستِ مدینہ میں چادر اور چاردیواری کے تحفظ کے لیے محوِ سفر تھیں کہ اُس کی آزادی روند کر منھ پر مردانگی کی مہر لگادی گئی۔

قصور موٹرسائیکل پر بیٹھی برقعے میں ملبوس اُس لڑکی کا ہے جسے اُس کے نگران کی موجودگی میں بھنبھوڑ ڈالا گیا۔

قصور اُس ماں بیٹی کا بھی تھا جو رکشے پر گھر جانے کے لیے نکلیں مگر راہ میں درندگی کا نشانہ بن گئیں کیونکہ اُن کے جسم پر اُن کی مرضی نہیں کسی شہ زور کا اختیار ہے۔قصور اُس سولہ سالہ لڑکی کا ہے جو مفتی صاحب کو اسلام کا چوکیدار سمجھ بیٹھی اور ہوس کا نشانہ بن گئی۔

قصور تین ماہ کی فراک میں ملبوس بچی کا ہے اور قصور قبر میں لیٹی اُس عورت کا جو تمام عمر اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرتی رہی مگر نہیں جانتی تھی کہ قبر کی مٹی میں بھی اُس کے ٹھنڈے گوشت کو بھنبھوڑنے والے بھیڑیے موجود ہیں۔

کیوں نہ پاکستان کے آئین میں لکھ دیا جائے کہ یہ ملک صرف مردوں کی آزادی کے لیے حاصل کیا گیا ہے؟ کیوں نہ آئین پاکستان میں شقیں ڈال دی جائیں کہ خبردار عورتیں باہر نکلنے پر نتائج کی ذمہ دار خود ہوں گی؟ کیوں نہ تعزیر لگادی جائے کہ خواتین مرضی کے سانس لینے پر سنگسار کردی جائیں گی۔

کیوں نہ پابندی عائد کردی جائے کہ عورتوں کے نام قبروں کے کتبوں سے ہٹا دیے جائیں، اُن کے سماجی میڈیا پر بات کرنے پر، ٹی وی پر آنے پر، دفتروں میں جانے پر، تعلیم حاصل کرنے پر پابندی عائد کردی جائے، اب آخر ٹک ٹاکر لڑکی کے واقعے کے بعد ٹک ٹاک بنانے اور پارکوں میں جانے پر پابندی تو عائد ہو ہی جائے گی۔

کیوں نہ وطنِ عزیز کا نام ہی پاکستان سے تبدیل کرکے مردانستان رکھ دیا جائے؟

یقین مانیے کہ نو دن گُزر جانے کے باوجود اس تصور سے رُوح کانپ جاتی ہے کہ اُس لڑکی پر کیا گزری ہوگی جسے فُٹ بال کی طرح ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کی جانب اچھالا جارہا تھا۔

ہوسناکی اور مردانگی کی فخریہ طور پر بنائی گئی ویڈیوز دیکھ کر اندازہ ہوجانا چاہیے کہ معاشرے میں عورت کو جینے کا کوئی حق نہیں۔

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ جس طرح ان واقعات کے بعد عورتوں کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جارہا ہے کہیں ملک بھر کی جیلیں عورتوں سے ہی نہ بھر جائیں کیونکہ وہ اور صرف وہی دعوتِ گناہ کی مظہر ہیں۔ وہ وقت دور نہیں کہ جب عورتوں کی قبروں کے محافظوں کا الگ شعبہ بنانا پڑے اور کتبوں پر عورتوں کے نام لکھنے کے بجائے صرف نشانیاں ہی لکھی جائیں۔

☆☆☆

باثر وڈیروں کا بچوں پر انسانیت سوز تشدد

سکھر 6 اگست 2021 کو ضلع خیر پور کے تھانہ کنب کے نواحی گاؤں جھنڈ ومشائخ میں باثر وڈیرے افتخار احمد، مزمل شیخ اور وقار شیخ نے گاؤں کے 3 بچوں 12 سالہ دانش علی ولد قربان علی شیخ 10 سالہ سہراب علی ولد ذوالفقار علی شیخ 8 سالہ حبدار علی ولد الطاف شیخ کو موبائیل فون چوری کے الزام میں پکڑ کر شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور تینوں کو برہنہ کرکے سر مونڈھ دیا اور جسم پر بلیڈ سے چھیرے دیے اور بٹک پر لال مرچ ڈال دیئے۔ بچوں نے چیخ وپکار کی لیکن باثر وڈیروں کو پھر بھی رحم نہیں آیا۔اس کے علاوہ وڈیروں کے کارندے انسانیت سوز واقعے کی وڈیو بناتے رہے۔سوشل میڈیا پر وڈیو وائرل ہونے پر ایس ایس پی خیر پور ظفر اقبال نوٹس لیتے ہوئے حدود تھانہ کنب کے ایس ایچ او کو ہدایت کی کہ فوری طور پر کاروائی کرکے ملزموں کو گرفتار کیا جائے۔ ایس ایچ او کنب گاؤں جھنڈ ومشائخ پہنچا تو بچوں ورثاء وڈیرے کے مزید ظلم کرنے سے گاؤں چھوڑ کر نامعلوم جگہ منتقل ہوچکے تھے ایس ایچ او ملزموں کو گرفتار کرنے کے بجائے ان سے بیان لیکر خالی ہاتھ واپس آگیا میڈیا کو ایس ایچ او نے بتایا کہ بچے چوری میں ملوث تھے جن سے موبائل فون اور دیگر چوری کیا ہوا سامان برآمد ہوا ہے بچوں کے ورثاء اور دیگر لوگ ملزموں پر جھوٹا الزام عائد کررہے ہیں۔

(نامہ نگار)

سماجی شعور اور اخلاقی گراوٹ

محمد علی

چودہ اگست کے دن اقبال پارک میں ہونے والے سانحہ نے پاکستان میں خواتین کے حالات اوران کوتحفظ کی فراہمی کے حوالے سے ایک بار پھر سوالیہ نشان اٹھادیا ہے۔ یہ واقعہ جس میں چارسو کے قریب افراد نے ایک یوٹیوبر خاتون پرحملہ کرکے اس کو ہراساں کرنے کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا۔ واقعے کی تفصیلات پر بات کرنا یہاں پر نامناسب ہوگا۔لیکن، اس واقعے نے معاشرے کے مجموعی پاگل پن کوایک بار پھرعیاں کردیا ہے اور ہم چاہے مانیں یا نہ مانیں، پاکستان میں اس وقت ایک شدید فیمیسائڈ (femicide) کی لہر اپنے زور پر ہے۔

یہ لہر کیوں اٹھی اوراس کے خدوخال کیا ہیں یہ ایک بہت بڑی بحث ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ تشویش ہے کہ جہاں اس واقعے کی مذمت کی گئی وہیں ہمیشہ کی طرح لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ہمیشہ کی طرح ہینگ مین فیلیسی کا استعمال کرتے ہوئے نہ صرف خاتون کی کردارکشی شروع کردی بلکہ اس کے کردار کو سوالیہ نشان بنا دیا گیا۔ یہاں یہ بات کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی عوام ہیں جن کی سوچ قدامت پسندانہ ہے اوراس کو بنانے میں ان انفلیوئنسرز کا بہت بڑا ہاتھ ہے جو خواتین دشمن سوچ کو پھیلا کر معاشرے میں قدامت پرستی کو فروغ دے رہے ہیں۔ افسوس کے ساتھ ہمارے ملک کے بیشتر افراد میں وہ ذہنی صلاحیت موجود ہی نہیں جو اس طرح کی معلومات کو منطق کی کسوٹی پر جانچ سکے۔

اس مسئلے کی جڑ ہمارے پاکستانی مردوں کے مجموعی شعور سے تعلق رکھتی ہے۔ اجتماعی شعور کی اصطلاح کا استعمال ایمائل ڈرخائم نے اپنی کتاب محنت کی تقسیم میں کیا تھا۔ اس اصطلاح کا استعمال ایسی سماجی روایات، رجحانات، حرکات اور اقدار کو سمجھنے کے لئے کیا جاتا ہے جو ایک ہی مکتبہ فکر کے لوگ رکھتے ہوں۔ بدقسمتی سے ہمارے شعور کو ایک پروگرامنگ کے تحت اور گروہی طور پر یہ سکھایا گیا ہے کہ قانون کا اطلاق رجعت پسند افراد پر نہیں ہوتا لہذا قانون کا احترام کرنا تو دور کی بات ان کی نظر میں قانون کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ اس معاشرتی رجحان کا اندازہ ہم روزمرہ کے حالات و واقعات سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ کیسے وہ کاروباری معاملات طے کرتے ہیں؟ ریاست کو کیسے کیسے اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں اور خاص کر خواتین کو لے کر ان کا نقطہ نظر جس سماجی کانٹریکٹ کے تحت ہے وہ اس اقلیت کے مترادف ہے جو خواتین کے وجود کو لے کر انسانی حقوق کے سماجی کنٹریکٹ کو حتمی مانتی ہے نہ کہ کسی پدرسری قدیم سوچ کے، اور ریاست کے قوانین کے تابع رہتی ہے۔

لیکن مسئلہ صرف یہیں نہیں ختم ہوتا۔ سماجی شعور کی بناوٹ اس طرح کی گئی ہے کہ وہ ہر جدید چیز کی حوصلہ شکنی کرنے کے ساتھ اس کو خوف اور شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور اس کے ساتھ یہ ایک تصوراتی احساس دشمنی اور احساس استحصال کا شکار ہے۔ یہ خود پسندانہ متضاد کیفیات ہر اس سوچ پر لاگو ہوتی ہیں جو رجعت پسندانہ عقائد کو چیلنج کرتی ہے۔

ان حرکات کو طاقت ان حلقوں کی جانب سے مہیا ہوتی ہے جو طاقت میں ہیں اور اس سوچ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ حلقے طاقت کے حصول اور اس کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے انتہائی گھناؤنے اور زور آوری کے انداز سے اس سوچ کے لیے ایندھن کا کام کرتے ہیں۔ ہمارے انتہائی سینئر اہلکاروں کی پریس بریفنگز، پروگرام، ٹویٹس انہیں خیالات کی گونجتی آوازیں ہیں۔ ایک عام آدمی کے خیالات کی طرح ان میں بھی نفرت، نظریاتی ابہام اور مغرب سے نفرت کے جذبات اُمڈتے نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ انہی قدیم تصورات کو ابھارتے ہیں جس پر ایک عام آدمی کا شعور کھڑا ہے، یہ وہ خیالات ہیں جن کی ایک باشعور سماج میں کوئی جگہ نہیں ہے جبکہ اس سماجی شعور کو جمود کی کیفیت میں رکھنے کے لئے لبرل ازم کو ویسے ہی دکھایا جاتا ہے جیسا کہ قدامت پرست حلقے اس کے بارے میں تصور کرتے ہیں۔ حدتو یہ ہے کہ ہمارے ٹی وی پروگرام اور عمومی میڈیا، سیاسی وسماجی بحث و مباحث بھی اسی مجموعی شعور کو فروغ دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ ایسے افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہ ہونا ریاست کو اس مجموعی شعور کے آگے پست ثابت کرتی ہے۔ ذرا سوچیے خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات چاہے وہ کسی صورت میں بھی ہوں، میں کتنے لوگوں کو آپ نے قانون کی گرفت میں آتے دیکھا ہے، جبکہ اس کے برعکس کتنے ایسے افراد کو عوامی ہمدردیوں کا محور بنتے دیکھا ہے، کتنی دفعہ خواتین دشمن سوچ کو بچانے کے لئے ہر نقطہ نظر سے آواز بلند ہوتی ہے؟ اس سب سے وہ مجموعی شعور پیدا ہوتا ہے جو اقبال پارک جیسے گھناؤنے واقعہ کو صحیح سمجھتا ہے۔

صرف عورت سے نفرت کی ایک بھرپور مذمت کے کلچر کا تمسخر اڑا کر اور اس سوچ کو عوام کے آگے منطق کے ترازو میں رکھ کر ہی اس مجموعی شعور کو مثبت بنایا جاسکتا ہے۔

میں اُڑنا چاہتی ہوں

منزہ ندیم

لگتا ہے قید ہوں رشتوں کے بندھن میں، دھرم کی بیڑی سے
میں اُڑنا چاہتی ہوں ہواؤں میں، فضاؤں میں،
آسمانوں پہ، چٹانوں پہ
میری خواہش ہے ہاتھ نہ آؤں
باندھ دی جاتی ہوں رشتوں، رواجوں، رسموں کے سنگل سے
بچپن ہی میں قفل لگا دیتے ہیں سوچ پہ،
ڈرتا ہے سماج میری سوچ سمجھ سے
پسی جاتی ہوں غیرت، بے غیرتی کی چکّی میں
سر پر رکھ دی جاتی ہے باندھ کے گٹھڑی قدروں کی
بچپن میں ہی پھانسا جاتا ہے حیا کے پھندے سے،
کاٹا جاتا ہے عزت کی تلوار سے
باپ کی عزت، بھائی کی عزت، دوست کی عزت، شوہر
کی عزت، چچا کی عزت، ماموں کی عزت، فلاں کی عزت،
اُس کی عزت، اِس کی عزت، زید کی عزت، بکر کی عزت۔۔۔

چار سو اور باقی ہم سب

محمد حنیف

ہم جانور ہیں، ہم حیوان ہیں۔ ہمیں چوراہوں پر پھانسی لگاؤ یا وزیر اعظم عمران خان کے فارمولے کے مطابق خصی کر دو۔ وہ بھی نہیں کر سکتے تو پارکوں میں، بازاروں میں آنے پر پابندی لگا دو۔ ماؤں سے کہو ہماری تربیت ٹھیک کریں۔ بہنوں کو بتاؤ ہمیں ہمارے مذہب میں عورتوں کے مقام والی آیتیں اور حدیثیں پڑھ کر ہمارے کانوں میں پھونکیں۔ کوئی آ کر ہماری آنکھوں میں گرم سلائی پھیر دے، کوئی ہمارے ہاتھ باندھ دے، کوئی ہماری زبان کھینچ لے۔

کوئی ہمارا کچھ کر دے کیونکہ ہم مردوں نے (اور میرے غیر سائنسی اندازے کے مطابق مردانگی نو سال کی عمر سے شروع ہوتی ہے اور قبر تک چلتی ہے) کچھ نہیں کرنا۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے اور وہ اس لیے کہ ہم تو ایسے ہیں ہی نہیں۔

نہ ہم نے کسی لڑکی کے کپڑے پھاڑے، نہ ہم نے چلتے رکشے پر چڑھ کر کسی لڑکی کو چھونے کی کوشش کی، نہ ہم نے غصے میں آ کر کسی پر تیزاب پھینکا، نہ ہم نے ٹیلیویژن پر آنے والی کسی خاتون صحافی کو رنڈی کہا، نہ ہم نے کسی کو گھر بلا کر اس کا گلا کاٹا، نہ ہم نے بازار میں گھومتے ہوئے کبھی گردن اتنی گھمائی کہ بل ہی پڑ گیا، نہ کم نے کبھی ماں، بہن، بیٹی، بیوی یا گرل فرینڈ پر ہاتھ اٹھایا۔ گرل فرینڈ بوائے فرینڈ کلچر تو ویسے ہی غیر اسلامی ہے اور یہ ملک کس نام پر بنا تھا یہ تو آپ سب جانتے ہیں۔

جنسی دہشت گردی کے بارے میں ہمارا رویہ وہی ہے جو بہت عرصے تک دہشت گردی کے بارے میں تھا کہ یا تو یہ ہوتی نہیں یا ہوتی ہے تو کوئی مسلمان کر ہی نہیں سکتا۔ ہمیں مار کر ہمارے ملک کو بدنام کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

☆ 7 ہزار بندہ گنوا کر اور ہزاروں کو گم کروا کر ہم یہ ہی کہتے رہے کہ ہم تو ایسے نہیں ہیں اور ہیں بھی تو ہم سب ایسے نہیں ہیں۔

دہشت گردی کا شکار ہونے والوں کا ہم نے شمار شاید اس لیے کر لیا کیونکہ بندوق چلتی ہے، بم دھماکہ ہوتا ہے تو اس کی آواز آتی ہے۔ جنسی دہشت گردی کا بنیادی مرکز چونکہ ہمارے گھر ہیں اور چار دیواری ایک مقدس چیز ہے تو گھروں سے آواز نہیں نکلتی۔ جب کبھی عورت کی لاش نکلتی ہے تو بھی محلے والے گواہی دینے کو کم ہی تیار ہوتے ہیں۔

مختلف اندازوں کے مطابق پاکستان میں ہر سال ڈیڑھ ہزار یا تین ہزار عورتیں قتل ہوتی ہیں۔ اکثر اپنے پیاروں کے ہاتھوں لیکن ابھی تک ہم صحیح اعداد و شمار کا اندازہ نہیں لگا سکے اور یہ گنتی بھی عورتوں کو خود ہی کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہر پاکستانی مرد کو (جس میں آٹھویں جماعت کے جوان سے لے کر پوری دنیا

گھومنے والے عمران خان شامل ہیں) یورپ اور امریکہ کے ریپ کے، طلاق کے، عورتوں کے ساتھ مار پیٹ کے اعداد و شمار تو یاد ہیں لیکن ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو کہاں ایسا نہیں ہوتا۔ کیا اپ نے یورپ میں ریپ کے کیسز کی تعداد کے بارے میں نہیں پڑھا۔

چونکہ تمام مرد حضرات ایسے نہیں ہیں اس لیے وہ عورت، جنسیت اور فیمنزم کے بارے میں مسلسل بولے چلے جا رہے ہیں اور ان کی گفتگو سن کر لگتا ہے کہ ان کی آدھی تعلیم نیشنل جیوگرافک پر حیوانی نفسیات دیکھ کر ہوئی اور باقی دینیات کی کلاس میں۔

مردوں کو حیوان قرار دینے والے یہ نہیں بتاتے کہ کوئی بھی حیوان دوسرے کمسن حیوان کے ساتھ زبردستی کر کے اس کی لاش کوڑے کے ڈھیر پر نہیں پھینکتا اور دینی تعلیم سے مسلح بھائی عورت کو دیکھتے ہی مفتی بن جاتے ہیں کہ عورت شاید کسی اور بات کی تو دلیل لے آئے لیکن حدیث کا جواب کہاں سے لائے گی۔ میں نے ایک نوجوان خاتون کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ چلو مان لیتے ہیں عورت دنیا کی گھٹیا ترین مسلمان ہے لیکن اس کا حساب بھی تو اللہ ہی کرے گا لیکن ہمارے جوان اور بزرگ ہیں کہ عورت کے لیے ہر روز محشر بپا کرنے کو تیار ہیں۔

ویسے بھی 400 میں سے 67 پکڑے گئے ہیں باقی جب تک دس، گیارہ کروڑ نہیں پکڑے جاتے ہم یہی کہتے جائیں گے کہ سب مرد ایسے نہیں ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ عورت کہاں محفوظ نہیں ہے؟

بھارت میں۔۔۔

عشق وہ کارِ مسلسل ہے

زاہدہ حنا

ایک ایسا شخص جو انسان دوست، ادب دوست اور قانون دوست تھا۔ اُس کے مقدر میں گولیاں لکھیں تھیں

74 برس پہلے معرضِ وجود میں آنے والے ملک کے کار پردازوں نے اپنے ملک کے بانی کے خیالات کو سنسر کی نظر کردیا۔ وہ تو خدا بھلا کرے ڈان کے ایڈیٹر الطاف حسین کا جو سرکاری افسروں پر چڑھ دوڑے اور اُنھوں نے وزارتِ اطلاعات کے افسروں کو دھمکی دی کہ اگر جناح صاحب کی تقریر اُن کی قینچی کی زد میں آئی تو وہ بذاتِ خود اس کی اطلاع قائد کو دے دیں گے۔

الطاف حسین ''ڈان'' کے ایڈیٹر تھے، بنگالی تھے اور آزادیِ صحافت کے حوالے سے ایک دبنگ نقطہ نظر رکھتے تھے، ان کی یہ دھمکی کام آگئی اور جناح صاحب کی تقریر کسی کتر بیونت کے بغیر دوسرے دن ''ڈان'' میں شایع ہوئی۔

اس سے اعلیٰ افسروں کو کان ہوئے، دوسرے جناح صاحب بھی سمجھ گئے کہ انھوں نے کس ملک کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بعد سے آج تک صحافت اور صحافیوں کے لیے جمہوریت اور جمہوریت دوستوں کے لیے یہ سرزمین دلدلی اور دل دہلا دینے والی ہوتی گئی۔ فیض سے سبطِ حسن اور منہاج برنا سے سلیم شہزاد تک کتنے ہی نام ہیں جو ذہن کے پردے پر ابھرتے ہیں، پھر ڈوب جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے سنسر کی اور قید و بند کی صعوبتیں سہیں، کچھ مارے گئے اور کچھ باہر چلے گئے۔ ایک عجیب داستانِ کرب و بلا ہے۔

آپ کی نگاہ سے چند دنوں پہلے شایع ہونے والا وہ اشتہار گزرا ہوگا جس میں اس ملک کے وزیراعظم سے کہا گیا ہے کہ ان کی وزارتِ اطلاعات سے جو مجوزہ قانون پیش کیا گیا ہے، وہ پاکستانی میڈیا اور پریس کا گلا گھونٹنے کی سخت ترین کوشش ہے۔ پی ایم ڈی اے کے اِس مجوزہ قانون میں حکومت کے اقدامات کے بارے میں تنقید کو سراسر رد کردیا گیا ہے۔ تحریکِ انصاف نے جب اپنا انتخابی منشور جاری کیا تھا اس میں آزاد میڈیا کا اور آزادیِ اظہار کا وعدہ کیا گیا تھا، اب اگر حکومت اپنے ان وعدوں سے پھرتی ہے تو یہ اس کے لیے سبکی کا سامان ہوگا۔

اس سیاہ قانون کو ہرگز نافذ نہ کیا جائے۔ اس طرح کے اقدام سے پاکستان کے جمہوری ڈھانچے کو نقصان پہنچے گا۔ یہ اشتہار اے پی این ایس۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ۔ سی پی این ای۔ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس۔ ایسوسی ایشن آف الیکٹرانک میڈیا ایڈیٹرز اینڈ نیوز ڈائریکٹرز کی طرف سے مشترکہ طور پر دیا گیا ہے۔ اسی اشتہار میں حکومت کو یہ بھی یاد دلایا گیا ہے کہ پاکستان ورلڈ پریس کی طرف سے جاری ہونے والے سالانہ پریس فریڈم انڈیکس میں پاکستان کا نمبر 145 ہے۔ جو ملکوں کی برادری میں بہت ہی نیچے ہے اور جس سے ملکی تصویر دنیا کے سامنے بہت نامناسب اور ناخوشگوار ابھرتی ہے۔

اس فریاد سے کسی کی بھی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔ اندازہ اس بات سے لگایئے کہ صحافیوں کے ساتھ ہی وکیلوں کے ساتھ یہاں کیا ہورہا ہے۔ ہمارے دوست اور ایکسپریس کے اسی صحافی پر کالم لکھنے والے توصیف احمد خان نے راشد رحمٰن خان کی جدوجہد کے بارے میں ایک کتاب ''عشق وہ کارِ مسلسل ہے'' لکھی۔ کہنے کو راشد رحمان وکیل تھے لیکن وہ حقوق انسانی، مزارعین کے حقوق، عورتوں کے حقوق اور صحافیوں کی آزادانہ سرگرمیوں کے حامی تھے۔

انھوں نے سب ہی کو انصاف دلانے کی کوشش کی۔ وکالت کا شعبہ کس طرح صحافیوں کے کام آتا ہے، اس کا اندازہ راشد رحمٰن کی زندگی سے ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص توہین کے کسی جعلی مقدمے میں پھنسا لیا جائے یا اسے اپنی کسی تحریر کے سبب غداری کے جھوٹے مقدمے میں دھر لیا گیا ہے تو راشد رحمٰن ایسے بے ریا اور باصفا وکیل ہی کام آتے ہیں۔

راشد رحمان ہندوستان کے ایک گاؤں حسن پور کے جدی پشتی رہنے والے تھے۔ ایک علاقہ جو ہندو مسلم رواداری اور بھائی چارے کے لیے اپنی مثال آپ تھا، راولپنڈی کے ہندو، مسلم، سکھ فسادات کے بعد وہاں ایسے خوفناک فسادات بھڑکے کے الامان والحفیظ۔ ان کے خاندان کے کئی لوگ قتل ہوئے، باقی لوگ جان بچا کر پاکستان آئے اور پھر جنوبی پنجاب میں ہی ان لوگوں کی بود و باش رہی۔ راشد رحمان کو صحافت سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ وہ بہ طور خاص توہینِ رسالت کے جھوٹے مقدموں میں اپنی جان لڑا دیتے۔ وہ ایسے ہی ایک مقدمے کی پیروی کرتے ہوئے جان سے گئے۔

توصیف احمد خان نے راشد رحمان کی جدوجہد کا احاطہ بہت محبت سے کیا ہے۔ ہمیں اس موقع پر ان تمام صحافیوں کا شکر گزار ہونا چاہیے جنھوں نے راشد رحمان کے قتل کی روداد بلا کم و کاست تحریر کی۔ اس کا ایک سرسری تذکرہ کرتی چلوں:

راشد رحمان نے ملتان کے علاوہ جنوبی پنجاب کے دیگر علاقوں میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کا سلسلہ شروع کیا۔ راشد کو اگر دن ختم ہونے پر کسی علاقے سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی اطلاع ملتی تو وہ اپنی جیپ میں سوار ہوکر وہاں پہنچ جاتے۔ راشد اور ان کی ٹیم کے ارکان ہر شکایت پر توجہ دیتے۔ وہ شکایات کنندگان، ان واقعات کے گواہوں اور جن افراد کے خلاف شکایت کی جاتی اور متعلقہ پولیس افسروں کا موقف حاصل کرتے اور ہر واقعہ کی تحریری رپورٹ تیار کی جاتی۔ یہ رپورٹیں ذرایع ابلاغ کو دی جاتیں اور ایچ آر سی پی کے مرکزی دفتر لاہور بھیجی جاتیں۔

یہ رپورٹیں ایچ آر سی پی کے رسالے ''جہد حق'' میں باقاعدہ سے شایع ہوئیں اور کمیشن کی سالانہ رپورٹ کا حصہ بنیں۔ سماجی ماہرین، صحافی اور غیر سرکاری تنظیموں کے عہدیدار، طالب علم اور اساتذہ جنوبی پنجاب میں انسانی حقوق کی صورتحال کو معلوم کرنے کے لیے راشد رحمان سے رابطہ کرتے۔ راشد رحمان نے جو رپورٹیں تیار کیں ان کی تعداد سیکڑوں سے ہزاروں کے درمیان ہوگی۔ ملتان میں راشد رحمان کے ساتھیوں کے پاس موجود ریکارڈ سے یہ رپورٹیں ملی ہیں جو شایع کی جارہی ہیں۔

سابق وزیرِ اطلاعات اور سینیٹ میں سابقہ حزبِ اختلاف شیری رحمان اِس صدی کے آغاز سے ہی متنازعہ قوانین میں ترامیم کے لیے کوشاں تھیں۔ 2002 میں قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی خواتین کی مخصوص نشستوں پر رکن منتخب ہوئی تھیں۔ انھوں نے اُس وقت توہین کے قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے قومی اسمبلی میں آواز اٹھائی تھی اور اخبارات میں آرٹیکل تحریر کیے اور ٹی وی چینلز کے ٹاک شوز میں اس موضوع پر کھل کر اظہار کیا تھا۔ شیری رحمان سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے خلاف احتجاجی تحریک کا حصہ رہیں۔ اسی دوران ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواست ملتان کی عدالت میں دائر ہوئی تھی۔ بعض تنظیموں کے کارکنوں اور بعض وکیلوں نے ان کے خلاف محاذ کھڑا کیا ہوا تھا۔

شیری رحمان نے راشد رحمان کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ راشد نے عدالت میں وکالت نامہ داخل کیا تو وہ پھر ایک نفرت انگیز مہم کا نشانہ بننے لگے۔ سیشن جج نے فیصلہ دیا کہ محض کسی اخباری خبر کی بنیاد پر شیری رحمان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی استدعا مسترد کی جاتی ہے۔ اس مقدمہ کی سماعت کے دوران شیری رحمان کو ایک دن بھی ملتان نہیں آنا پڑا۔ راشد رحمان نے رضاکارانہ بنیاد پر بلامعاوضہ یہ مقدمہ لڑا اور ضروری دستاویزات کے اخراجات بھی خود ہی برداشت کیے۔

ایک ایسا شخص جو انسان دوست، ادب دوست اور قانون دوست تھا، اُس کے مقدر میں گولیاں لکھی تھیں۔ اُس نے وہ گولیاں اپنے سینے پر کھائیں اور پھر اُن لوگوں کو تنہا چھوڑ گیا جو بے آسرا تھے اور جن کی پیروی کرنے والا ڈھونڈنے سے ہی ملتا تھا۔

آن لائن تعلیم کس طرح نوجوانوں کے مسائل میں اضافہ کر رہی ہے؟

ملک رمضان

ملک میں اس وقت کورونا وائرس کی چوتھی لہر جاری ہے اور ایک بار پھر تمام تعلیمی ادارے بند ہیں، یعنی یہ سارا نظام آن لائن ہو چکا ہے۔

ویسے تو پاکستان واحد ملک نہیں جو اس فارمولے پر عمل پیرا ہے، بلکہ پوری دنیا اس مسئلے کو جھیل رہی ہے، اور یہ مشکل فیصلہ کرنا یقیناً حکومتوں کی مجبوری ہے کہ یہ بیماری اب تک پوری دنیا میں ہی تباہی پھیلا چکی ہے اور طلبہ کی حفاظت کے لیے تعلیم کو آن لائن کرنا ہی واحد آپشن رہ گیا ہے۔

گزشتہ لہر کے بعد وزیرِ تعلیم شفقت محمود نے اپنی ایک ٹوئیٹ میں شکوہ کیا تھا کہ، جب میں نے اسکول، کالجوں اور جامعات کے دوبارہ کھلنے پر کچھ طلبہ کا منفی رویہ دیکھا تو مجھے حیرانی ہوئی۔ کیونکہ تعلیم مستقبل کا دروازہ ہے اور تعلیمی ایام زندگی کا بہترین وقت ہوتا ہے۔ ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دوستوں کے درمیان حصولِ تعلیم کے فیصلے کا خیر مقدم کرے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اور جامعات کی انتظامیہ کے پاس تعلیمی ادارے کھولنے اور بند کرنے کے علاوہ بھی کوئی تیسرا پلان ہے تاکہ بنا رکاوٹ تعلیمی سلسلہ جاری رہ سکے؟ اس سوال کا جواب ابھی تک نہیں مل رہا۔ صورتحال یہ ہے کہ انتظامیہ آن لائن ذریعہ تعلیم کے لیے ابھی تک سنجیدہ نہیں کیونکہ طلبہ اور اساتذہ کی اکثریت کو ابھی تک ڈیجیٹل مواد کی سہولیات اور انٹرنیٹ کے بارے میں آگاہی فراہم نہیں کی گئی۔

ماہرِ تعلیم پروفیسر طاہر نعیم ملک کا خیال ہے کہ، 'آن لائن ذریعہ تعلیم کے لیے جامعات تیار نہیں تھیں کیونکہ بہت سارے طالب علم اور اساتذہ آئی ٹی اور جدید ٹیکنالوجی جیسی چیزوں سے بالکل نا آشنا تھے، یہی وجہ ہے کہ جب کورونا کی وبا نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا تب آن لائن ذریعہ تعلیم کا پہلے سے نہ کوئی نظام موجود تھا اور نہ ہی تجربہ۔ حالانکہ اس عمل کو سیکھنے کے لیے کورونا کے انتظار کی ضرورت نہیں تھی اور جدید ترین دور میں جامعات میں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور اسٹوڈیوز پہلے ہی متعارف ہو جانے چاہیے تھے، اور اگر ایسا ہوتا تو کسی بھی طور پر ہمیں اس پریشانی کا سامنا نہیں ہوتا۔ خیر اگر پہلے ہمیں اس بات کا خیال نہیں آیا تو اب اس بارے میں سوچ لینا چاہیے اور درسگاہوں کو ان سہولیات سے آراستہ کرنا چاہیئے۔

پروفیسر طاہر ملک کے مطابق، 'ہائیر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) کا کردار بھی مایوس کن ہی رہا ہے، مثلاً جب طلبہ احتجاج کر رہے تھے تب ایچ ای سی انتظامیہ نے نہ اس ضمن میں ان سے مذاکرات کیے، نہ مؤقف جانا اور نہ ہی اساتذہ سے یہ مسائل جاننے کی کوشش کی جو انتہائی افسوسناک رویہ تھا۔ کورونا کی پہلی وبا میں یہ بتایا گیا تھا کہ بچوں کو پروموٹ کردیں گے اور اسکول، کالجوں میں ایسا ہوا بھی لیکن جامعات کے لیے ہائیر ایجوکیشن کمیشن کوئی واضح پالیسی نہیں بنا سکا'۔

طالب علموں نے لاہور میں کیمپس امتحانات کے خلاف احتجاج کیا

پروفیسر طاہر ملک نے بتایا کہ 'میں سمجھتا ہوں دیگر ملکوں کے مقابلے میں ہم طلبہ کو مہنگا ترین انٹرنیٹ فراہم کر رہے ہیں، کیا طلبہ کو تعلیمی ضرورت کے لیے انٹرنیٹ پر ٹیکس معاف نہیں کیا جا سکتا؟ اور کیا حکومت طلبہ کے لیے لیپ ٹاپ اور اسمارٹ فون پر بھی عائد ٹیکس معاف نہیں کر سکتی؟'

آیئے اب یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ آن لائن ذریعہ تعلیم میں طلبہ کو کون سے مسائل درپیش ہوتے ہیں اور وہ آن لائن پڑھائی کے بعد آن لائن امتحانات پر کیوں زور دیتے ہیں، اور اس کے حل کے لیے حکومت کو کیا کرنا چاہیے؟

وزیرستان سے تعلق رکھنے والے نمل یونیورسٹی، اسلام آباد میں زیرِ تعلیم شعبہ ابلاغِ عامہ کے طالب علم سمین خان وزیر آن لائن تعلیم میں درپیش مسائل بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ، 'میرا کورونا کی پہلی لہر کے دوران یونیورسٹی میں داخلہ ہوا تھا اور یہ میرا پہلا سمسٹر تھا جس میں ہمیں 2 دن، پیر اور منگل کو یونیورسٹی کیمپس میں کلاسیں لینی ہوتی تھیں اور باقی 3 دن بدھ، جمعرات اور جمعہ کو آن لائن کلاسیں ہوتی تھیں۔ ہمیں کیمپس میں لی گئی کلاس تو اچھی طرح سمجھ آجاتی تھی مگر آن لائن کلاسوں میں کئی مرتبہ موضوعات کو ٹھیک سے سمجھنے میں دقت پیش آتی۔ چونکہ اسلام آباد میں انٹرنیٹ کا اتنا زیادہ مسئلہ نہیں تھا اس لیے میں اسی وقت اپنے پروفیسرز سے نہ سمجھ آنی والی بات پوچھ لیتا تھا یا پھر جب کیمپس میں کلاس ہوتی تھی تو اس میں ٹیچر یا پھر ہم جماعتوں سے مضمون سے متعلق سمجھ لیتا تھا'۔

آن لائن ذریعہ تعلیم کے لیے جامعات تیار نہیں تھیں کیونکہ بہت سارے طالب علم اور اساتذہ آئی ٹی اور جدید ٹیکنالوجی جیسی چیزوں سے بالکل نا آشنا تھے—رائٹرز

سمین خان کے مطابق 'مڈٹرم امتحانات کیمپس میں لیے گئے جو مجھے صحیح نہیں لگا کیونکہ ہمیں زیادہ تر آن لائن پڑھایا گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ ہم سے امتحانات بھی آن لائن لیے جائیں گے۔ پھر جب کورونا وبا میں ایک بار پھر تیزی آئی تو ہماری کلاسز کو مکمل آن لائن کردیا گیا لیکن ہمیں یہی بتایا جاتا رہا کہ جنوری میں طے شدہ فائنل امتحانات اِن کیمپس لیے جائیں گے۔

'جب حکومت نے تعلیمی ادارے یکم فروری سے کھولنے کا اعلان کیا تو بتایا گیا کہ 15 جنوری سے پیپرز آن لائن ہوں گے جس کی ڈیٹ شیٹ بھی آگئی تھی لیکن پھر یہ اعلان کیا گیا کہ آپ کے امتحانات 15 جنوری کو نہیں ہوں گے جو ایک غیر مناسب فیصلہ تھا کیونکہ اس سے ہمارا کافی وقت ضائع ہو رہا تھا اور دوسرا وہ ڈیٹ شیٹ اس لیے منسوخ کی گئی تاکہ یکم فروری کے بعد یہ ہم سے اِن کیمپس امتحانات لے سکیں۔

'اس میں ایک بڑا مسئلہ یہ تھا کہ اگلے سمسٹر میں بھی ہمیں شاید پہلے کی طرح پڑھایا جائے گا یعنی پہلے 2 دن اِن کیمپس کلاس اور باقی دن آن لائن، جو ہم جیسے غریب اور دُور دراز رہنے والے طالب علموں کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ ہم صرف ہفتے میں محض 2 دن اِن کیمپس کلاس لینے کے لیے پورے 30 دن ہاسٹل اور ٹرانسپورٹ سمیت مختلف اضافی خرچوں کا بوجھ اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں'۔

سمین وزیر مزید کہتے ہیں کہ 'میں جس علاقے سے ہوں وہاں انٹرنیٹ کا کافی مسئلہ ہے۔ اس پریشانی کے سبب کئی مرتبہ کلاسز لینے سے محروم رہا اور کئی مرتبہ آدھی کلاس کے دوران موبائل نیٹ ورک کے سگنل کی عدم فراہمی کے سبب پوری کلاس لینے سے بھی رہ جاتا ہوں۔ میں وزیرِ تعلیم شفقت

محمود کو مخاطب کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ اب جب ایک بار پھر کورونا کی نئی لہر سر اٹھا رہی ہے تو حکومت ہم جیسے پسماندہ علاقوں میں رہنے والے طالب علموں کے بارے میں کچھ سوچے کہ ہم کن مشکلات سے کلاسز لیتے ہیں۔ ایک تو ہمیں سب سے پہلے انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کی جائے اور دوسرا لیپ ٹاپ یا اسمارٹ فون بھی مہیا کیے جائیں تاکہ کورونا کی وجہ سے یا پھر خدانخواستہ دوسری کسی ناگہانی کی صورت میں ہماری تعلیم متاثر نہ ہو اور ہم گھر سے اپنا تعلیمی سلسلہ با آسانی جاری رکھ سکیں‘۔

ڈیجیٹل ایکٹیوسٹ رجب علی فیصل نے بتایا کہ، ڈیجیٹل دنیا کی رینکنگ میں پاکستان ابھی بہت پیچھے ہے اور ہر جگہ تھری جی اور فور جی کی سہولت میسر نہیں لہٰذا سب سے بڑا مسئلہ جو ایک طالب علم کو پیش آتا ہے وہ یہی ٹیکنیکل مسئلہ ہے۔ کوئی طالب علم خیبر پختونخوا، تو کوئی بلوچستان اور گلگت وغیرہ سے ہے جہاں کئی علاقوں میں اس دورِ جدید میں بھی بجلی کی سہولت تک دستیاب نہیں تو انٹرنیٹ تو بہت آگے کی چیز ہے۔ دوسرا آن لائن کلاسز میں ٹائم مینجمنٹ نہیں ہوتی مثال کے طور پر 10 بجے کلاس کا وقت ہے تو پروفیسرز جامع کا سست وائی فائی یا پھر کسی اور وجہ سے ساڑھے 10 بجے کلاس لیتے ہیں اور ایسا بعض اوقات ان کیمپس کلاسز میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے‘۔

علی فیصل نے مزید بتایا کہ ’حکومتی عدم توجہی کے سبب آن لائن کلاسز میں طالب علم کمزور انٹرنیٹ سروس کی وجہ سے اس طرح متحرک نہیں ہوتا جیسے کلاس میں ہوتا ہے کیونکہ اس میں استاد ہر ایک طالب علم کے چہرے کے تاثرات براہِ راست پڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر وہ وقتاً فوقتاً طالب علموں سے پڑھائے جانے والے مضمون سے متعلق رائے کے ساتھ ساتھ سوالات بھی پوچھ رہا ہوتا ہے تاکہ انہیں وہ اپنا مضمون بہتر طریقے سے پڑھا سکے۔ ظاہر ہے یہی کوشش آن لائن کلاسز میں بھی ہوتی ہے، تاہم سست انٹرنیٹ کے سبب استاد لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ کچھ نہیں کر پاتا جو وہ ان کیمپس کر سکتا ہے۔ اگرچہ ان کیمپس کلاسز کا تو کوئی نعم البدل نہیں لیکن تعلیمی سلسلے کی بندش سے تو آن لائن ذریعہ تعلیم یقیناً بہتر ہے‘۔

ڈیجیٹل کارکن علی فیصل نے آن لائن امتحانات میں نقل کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ’کوئی طالب علم کیمرے کے سامنے ایک مختصر وقت میں کیسے نقل کر سکتا ہے کیونکہ اس میں ایک پیپر میں مختلف سوالات کے الگ الگ حصے ہوتے ہیں اور ان سب کا اپنا اپنا وقت مقرر ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم پیپر میں دیے گئے سوالات کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کرے بھی تو وہ وقت اتنا مختصر ہوتا ہے کہ اس دورانیے میں وہ جواب نہیں ڈھونڈ پائے گا۔ چونکہ اب چوتھی لہر تیزی سے پھیل رہی ہے تو حکومت کو چاہیے کہ طلبہ کے ان مسائل پر

نظام تعلیم کو ڈیجیٹل خطوط پر استوار کرنے کا وقت آ گیا ہے

توجہ دے اور جامعات کی چھٹیاں ختم ہونے سے قبل ہی کوئی ٹھوس حل تلاش کرے‘۔

نور ملک گوہل یونیورسٹی سے ایم ایس سی کر رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ’مجھے تقریباً 3 سال ہونے والے ہیں ابھی تک میری 2 سالہ ایم ایس سی کی ڈگری مکمل نہیں ہو پا رہی۔ میرا داخلہ 2018ء کے آخر میں ہوا تھا اور اوائل سمسٹرز کے امتحانات بھی ہو گئے مگر بعد ازاں کورونا وبا نے پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیا اور تعلیمی نظام درہم برہم ہو گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب انتظامیہ کے پاس تعلیمی اعتبار سے کوئی بہتر پلان موجود نہیں تھا۔ اس وقت بار بار پتا کرنے پر بتایا جاتا رہا کہ آن لائن امتحانات ہوں گے، پھر کہا گیا آپ کو پروموٹ کیا جائے گا۔ مگر میں تاحال اپنی ڈگری کے مکمل ہونے کے انتظار میں ہوں۔ ایک عجیب مذاق ہے کہ ہمیں ہر کچھ دن بعد امتحانات کی تاریخ دی جاتی ہے اور پھر تاریخ تبدیل کر دی جاتی ہے‘۔

نور کا مزید کہنا تھا کہ ’میں بڑے شوق سے صبح 3 بجے اُٹھ کر پڑھتی اور امتحانات کی تیاری کرتی تھی مگر اب مزید محنت کرنے اور پڑھنے کو دل ہی نہیں کرتا کیونکہ ہر دفعہ امتحان کا شیڈول تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اب تو انہوں نے ہمیں جو ڈیٹ شیٹ فراہم کی ہے اس پر ایم ایس سی لکھنے کے بجائے ایم اے لکھ دیا گیا حالانکہ ہم نے ایم ایس سی میں داخلہ لیا تھا‘۔

نور ملک نے ایچ ای سی کے ایک فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ’اب مجھے ایچ ای سی اس بات کا جواب دے کہ میں کس سے منصفی چاہوں کہ میری 2 سالہ ڈگری پر 3 سال سے بھی زیادہ وقت لگ گیا ہے، جبکہ امتحانات ہونے اور پھر نتائج آنے تک تقریباً 2 سالہ ڈگری پر 4 سال لگ جائیں گے۔ اب اس کا ذمہ دار کون ہے؟ دوسری طرف ایچ ای سی انتظامیہ نے بنا سوچے سمجھے پرائیوٹ و ریگولر بی اے اور ماسٹرز کی ڈگریوں پر پابندی لگا دی ہے، جس کی وجہ سے ایسے لاکھوں نوجوان متاثر ہو سکتے ہیں جو محنت مزدوری کے ساتھ پرائیوٹ ڈگری بھی کرتے ہیں کیونکہ جامعات یا کالج میں باضابطہ طور پر ریگولر تعلیم حاصل کرنا ہر طالب علم کے بس میں نہیں جبکہ اب بی ایس پروگرام کے تحت ریگولر 4 سالہ ڈگری کا خرچہ کوئی غریب طالب علم کیسے برداشت کرے گا؟‘

ماہرین اس نظام کو بہتر کرنے کے لیے چاہے کتنی بھی تجاویز دے دیں یا طلبہ جتنے بھی مطالبات کر لیں، لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ ایچ ای سی اور وزارتِ تعلیم پرائیوٹ ایجوکیشن والے معاملہ پر نظر ثانی نہیں کرے گی۔ اس رائے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جس معاملے میں اساتذہ اور طلبہ نے بھرپور احتجاج کیا اس حوالے سے ایچ ای سی نے کوئی کام نہیں کیا تو بھلا ایسے کسی معاملے میں کیسے کوئی کام ہو سکتا ہے جس پر ابھی تک کوئی خاص ردِعمل بھی نہیں آیا۔

دوسری طرف ہمارے محترم وزیرِ تعلیم جناب شفقت محمود صاحب کے بھی قول و فعل میں فرق دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً وہ جامعات کھولنے اور ان کیمپس امتحانات کا فیصلہ آن لائن میٹنگ میں کرتے ہیں، اور اس عمل پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو کھلا تضاد ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ایک بار پھر بیٹھنا چاہیے اور تفصیل سے اس معاملے پر غور کرنا چاہیے کہ وہ تعلیم کے کس ماڈل کو اپنانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امتحانات تعلیمی اداروں میں ہی ہونے چاہییں تو پھر ان کو آن لائن تعلیم کو ترک کرنے کا اعلان کر دینا چاہیے۔

جہاں تک پرائیوٹ تعلیم ختم کرنے والا معاملہ ہے تو اس پر ہماری سوسائٹی اور طلبہ تنظیموں سمیت سیاستدانوں، صحافیوں اور سول سوسائٹی کو پُرزور آواز اٹھانی چاہیے تاکہ جو غریب نوجوان حصولِ علم کا شوق رکھنے کے باوجود محنت مزدوری کی وجہ سے ریگولر تعلیم حاصل نہیں کر سکتے وہ تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں۔

لکھاری اسلام آباد میں مقیم صحافی و کالم نگار ہیں۔
آپ ان سے ٹوئٹر اکاؤنٹ:
@MalikRamzanIsra پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

یہ سوچ کر ڈرتی ہوں کہ پولیس کہیں میرے والد کی جان نہ لے لے

لائبہ زینب

تشدد کو جرم قرار دو!

کیا کبھی سڑک پر گاڑی یا موٹر سائیکل چلاتے ہوئے ایسا ہوا ہے کہ کوئی شخص آپ کے مسلسل ہارن دینے کے باوجود ٹس سے مس نہ ہوا ور نہ راستہ دے؟ یا پھر سڑک پر گاڑی کے شور اور ہارن سے بے پرواہ کھڑے کسی شخص کو آپ نے چیخ کر کہا ہو، 'بہرہ ہے کیا؟'

بالکل ممکن ہے۔

اچھا اب فرض کیجیے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ کہیں جا رہے ہیں اور اچانک ایک پولیس اہلکار آپ کی گاڑی روکنے کے بعد آپ سے سخت لہجے میں پوچھے کہ 'آپ کے والد میرے سوالوں کا جواب کیوں نہیں دے رہے؟ انھیں کہو کہ جواب دے!'

اگرچہ اس بات کا امکان کم ضرور ہے لیکن یہ بات قطعی خارج الامکان نہیں۔

چند برس قبل مردان میں ایک چیک پوسٹ پر تعینات پولیس اہلکاروں نے اویس خان نامی شخص کو زبانی احکامات کی پیروی نہ کرنے پر گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ پولیس اہلکاروں کو لگا تھا کہ وہ خودکش بمبار ہے مگر بعدازاں حقیقت یہ سامنے آئی کہ وہ قوتِ سماعت سے محروم ایک کپڑا فروش تھا۔ اس کا واحد جرم قوتِ گویائی سے محرومی تھا۔ اس واقعے پر میرا دل خون کے آنسو رویا۔

میرے والد بھی پیدائشی طور پر قوتِ سماعت اور گویائی سے محروم ہیں۔ جب بھی وہ گھر سے باہر قدم رکھتے ہیں تو ہمارے اندر ایک عجیب سا ڈر سرایت کر جاتا ہے۔ پل پل ان کی فکر کھائے جاتی ہے۔ جب وہ اپنے بتائے ہوئے وقت پر گھر واپس نہیں آتے تو ہم خوف اور وسوسوں کا شکار ہونے لگتے ہیں۔

کبھی کبھار جب ہم انھیں فون کرتے ہیں تب یا تو وہ کال کاٹ دیتے ہیں یا پھر اپنا فون کسی قریبی شخص کے حوالے کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ہمیں لکھ کر میسج بھیج دیتے ہیں۔ جب ان کے پاس انٹرنیٹ کی رسائی ہوتی ہے تو ہم انھیں ویڈیو کال کرتے ہیں۔ مگر ہم پر مسلسل یہ ڈر سوار رہتا ہے کہ کہیں اویس خان کی طرح میرے والد کو اپنی معذوری کے بارے میں بتانے کا موقع ہی نہ ملا تو؟

آخر پولیس سے ہم کس وجہ سے نالاں ہیں؟ ہم ان لوگوں سے کیوں خائف ہیں جو ہماری حفاظت پر مامور رہتے ہیں؟ دراصل اس کی وجہ سزا سے چھوٹ ہے جس کے بل پر پولیس اپنے ہی لوگوں پر زور زبردستی کرتی ہے۔ وہ لوگ جو جسمانی یا ذہنی معذوری کا شکار بھی ہو سکتے ہیں۔

آپ کو صلاح الدین تو یاد ہو گا؟ وہی جو اے ٹی ایم مشین سے پیسے چرانے کے بعد اپنی زبان باہر نکالے شرارت بھرے انداز میں سیکیورٹی کیمرا کی طرف دیکھ رہا تھا؟ اس پر پولیس نے بدترین تشدد کیا اور حوالات میں ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس کی زبان سے جو آخری الفاظ ادا ہوئے وہ یہ تھے کہ، 'تسی لوکاں نو مارنا کیتھوں سکھیا اے' (تم نے لوگوں کو اس طرح مارنا کہاں سے سیکھا ہے؟)۔

میرے والد کا سب سے قریبی دوست ڈاؤن سنڈروم کا شکار ایک بچہ ہے۔ وہ ہم سے ایک گلی کے فاصلے پر رہتا ہے۔ عمروں میں فرق کے باوجود دونوں میں بظاہر تفریقات نے ہی ان کے تعلق کو مضبوطی بخشی ہے۔ کسی دن پولیس اگر اس بچے کو بھی سمجھنے سے قاصر رہے اور اس پر تشدد شروع کر دے تو؟ یا اگر وہ اس بچے کے رویے یا کسی حرکت کو اپنی گستاخی سمجھ بیٹھیں تو؟

آپ کو صلاح الدین یاد تو ہوگا

مگر یہ مرد و خواتین پولیس اہلکار ہماری طرح انسان ہی تو ہیں۔ وہ بھی دیگر لوگوں کی طرح ذہنی اور جسمانی معذوریوں سے لاعلم ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے ان کی تربیت بہت ضروری ہے۔ میں نے حال ہی میں جسٹس پروجیکٹ پاکستان نامی ایک غیر سرکاری تنظیم کے ساتھ کام کرنا شروع کیا ہے۔ گزشتہ ہفتے اس تنظیم نے سندھ میں جیل افسران کو قیدیوں کی ذہنی صحت پر تربیت فراہم کرنے کا بندوبست کیا۔

سندھ وہ پہلا صوبہ ہے جہاں رواں برس فروری میں سپریم کورٹ کے جاری کردہ حکم نامے کے بعد تربیتی پروگراموں کا آغاز کیا گیا ہے۔ عدالتِ عظمٰی نے شدید ذہنی بیماری کے شکار قیدیوں کو پھانسی کی سزا دینے پر پابندی عائد کرتے ہوئے ہر صوبے میں طبّی بورڈز تشکیل دینے کے ساتھ نفسیاتی معذوریوں کے شکار قیدیوں کی شناخت اور ان کے ساتھ برتاؤ سے متعلق رہنما اصولوں کو بھی وضع کیا ہے۔

پولیس گردی کا خاتمہ لانے کے لیے اصلاحات کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ جان کر بڑی حیرت اور پریشانی ہوتی ہے کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون موجود ہی نہیں جو واضح انداز میں تشدد کو جرم کے دائرے میں لاتا ہو۔

پولیس کی (قانونی و غیر قانونی) تحویل میں ہونے والے تشدد سے ہر ایک واقف ہے۔ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کے مطابق گزشتہ 5 برسوں کے دوران 116 افراد پولیس تحویل میں مارے جا چکے ہیں۔ بہت سے واقعات تو رپورٹ ہی نہیں ہوتے اس لیے حقیقی اعداد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتے ہیں۔

آج 26 جون ہے اور یہ متاثرینِ تشدد کی حمایت میں عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ آج کے دن میں فقط ایک ہی خواہش کا اظہار کرنا چاہوں گی کہ جو کچھ اویس خان اور صلاح الدین کے ساتھ ہوا ہے وہ میرے والد سمیت کسی اور کے ساتھ کبھی نہ ہو۔

مجھے امید ہے کہ تشدد کو غیر قانونی قرار دیا جائے گا اور تشدد کرنے والوں کو ہر بار سزا ملے گی تاکہ قانون نافذ کرنے والے اہلکار یہ نہ سوچیں کہ وہ قتل کی سزا سے بچ نکلیں گے۔

تشدد کو قابلِ سزا جرم قرار دو۔ کوئی ہے سننے والا؟

[انگریزی سے ترجمہ بشکریہ ڈان]

تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کا عالمی میثاق

افتتاحیہ

اس میثاق میں شریک ممالک نے ،اقوام متحدہ کے منشور کے تحت ریاستوں پر دنیا بھر میں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کے فروغ اور ان کے تحفظ کا جو فریضہ عائد ہوتا ہے اُس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، انسانی حقوق کے عالمی منشور کا احترام کرتے ہوئے،''معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے عالمی میثاقِ شہری و سیاسی حقوق کے عالمی میثاق اور انسانی حقوق، انسانیت دوست قانون اور عالمی فوجداری قانون کی دیگر دستاویزات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، تمام افراد کو جبری گمشدگی سے تحفظ فراہم کرنے کے اعلامیے کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18 دسمبر 1992 کو اپنی قرارداد نمبر 47/133 میں منظور کیا تھا، جبری گمشدگی جو کہ ایک جُرم ہے اور بعض حالات میں بین الاقوامی قانون کے تحت انسانیت کے خلاف جُرم قرار دیا گیا ہے، اُس کی سنگینی کا ادراک کرتے ہوئے، جبری گمشدگیوں کی روک تھام اور جبری گمشدگیوں کے جُرم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے فقدان کے خاتمے کے لیے پُر عزم تھے، کسی بھی فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ نہ بنائے جانے کے حق، متاثرین کے انصاف اور معاوضے کے حصُول کے حق کا خیال رکھتے ہوئے، جبری گمشدگی کے اصل حقائق اور جبری گمشدہ فرد کی حالتِ زار سے باخبر ہونے کے ہر متاثرہ فرد کے حق اور اس حوالے سے معلومات کے حصُول و ترسیل کے حق کی توثیق کرتے ہوئے، درج ذیل شقوں پر اتفاق کا اظہار کیا ہے:

حصہ اوّل

شِق نمبر 1

1۔ کسی فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

2۔ حالتِ جنگ، جنگ کے خطرے، اندرونی سیاسی عدم استحکام یا ملکی ہنگامی صورتحال سمیت کسی بھی قسم کے غیر معمولی حالات کو جبری گمشدگی کا جواز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

شِق نمبر 2

اس میثاق کے مقاصد کے لیے، 'جبری گمشدگی' سے مراد ریاستی اہلکاروں یا ریاست کی اجازت، معاونت یا رضامندی سے افراد یا افراد کے گروہوں کی جانب سے کسی فرد کی گرفتاری، حراست، اغواء یا آزادی سے محرومی کی کوئی بھی شکل ہے جس کے بعد اس شخص کی آزادی سے محرومی کے وقوعے سے انکار کیا جائے یا گمشدہ فرد کے حالتِ زار یا اتہ پتہ کو چھپایا جائے جس سے وہ فرد قانونی تحفظ کے دائرہ کار سے محروم ہو جائے۔

شِق نمبر 3

ہر فریق ریاست شق نمبر 2 میں درج کاروائیوں کی تحقیقات کرنے اور ذمہ داران کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لیے مناسب اقدامات کرے گی جو بعض افراد یا افراد کے گروہوں نے ریاست کی اجازت، معاونت یا رضامندی کے بغیر سرزد کی ہوں گی۔

شِق نمبر 4

ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے گی کہ جبری گمشدگی کو اس کے فوجداری قانون میں جرم قرار دیا جائے۔

شِق نمبر 5

قابلِ نفاذ بین الاقوامی قانون کی رو سے وسیع پیمانے یا باضابطہ طور پر پیش آنیوالے والے جبری گمشدگی کے واقعات کو انسانیت کے خلاف جرم قرار دیا گیا ہے اِن پر اِس قابلِ نفاذ بین الاقوامی قانون میں فراہم کردہ چارہ جوئی کا اطلاق ہوگا۔

شِق نمبر 6

ہر فریق ریاست ایسے فرد پر کم از کم مجرمانہ ذمہ داری عائد کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) جو فرد جبری گمشدگی کا ارتکاب کرتا ہے، حکم دیتا ہے، یا ترغیب دیتا ہے یا ارتکاب کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبری گمشدگی کے ارتکاب میں ساز باز کرتا یا اس میں شریک ہوتا ہے؛

(ب) ایک اعلیٰ درجے کا اہلکار جو:

ایسی کسی بھی قسم کی معلومات سے باخبر تھا یا اُس نے دیدہ دانستہ نظرانداز کیا تھا جن سے یہ واضح ہوتا ہو کہ اُس کے ماتحت اہلکار جبری گمشدگی کے جرم کا ارتکاب کر رہے تھے یا کرنیوالے تھے؛

ii. جبری گمشدگی سے متعلقہ کاروائیوں کے حوالے اس پر مؤثر ذمہ داری عائد تھی اوران کاروائیوں پر اس کا مؤثر کنٹرول تھا؛ اور

iii. جبری گمشدگی کو سرزد ہونے سے روکنے کے لیے اپنے دائرہ اختیار میں شامل تمام ضروری اور معقول اقدامات کرنے یا اس معاملے کو تحقیقات اور مقدمہ سازی کے لیے مجاز حکام تک پہنچانے میں ناکام رہا رہی ہو؛

(ج) اوپر مذکور ذیلی پیراگراف ب ذمہ داری کے اُن اعلیٰ اصولوں سے متعلق ہے جن کا اطلاق متعلقہ بین الاقوامی قانون کے تحت فوج کے کمانڈر یا فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے کام کرنیوالے فرد پر ہوتا ہے۔

2۔ جبری گمشدگی کے جرم کو جواز بخشنے کے لیے سویلین، ملٹری یا کسی بھی دوسری قسم کی پبلک اتھارٹی کے آرڈر یا ہدایت کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔

شِق نمبر 7

1۔ ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جُرم کو مناسب سزاؤں کے ذریعے قابلِ سزا قرار دے گی اور اس حوالے سے اِس جُرم کی انتہائی سنگینی کو مدِنظر رکھا جائے گا۔

2۔ ہر فریق ریاست متعین کرے گی:

(الف) سزا میں تخفیف کا باعث بننے والے حالات، خاص طور پر جبری گمشدگی کے ارتکاب میں موردِالزام ٹھہرائے گئے اُن افراد کے لیے جنہوں نے جبری گمشدہ فرد کی بحفاظت بازیابی میں موثر کردار ادا کیا ہو یا جنہوں نے جبری گمشدگی کے واقعات کو اُجاگر کرنا ممکن بنایا ہو یا جبری گمشدگی کا ارتکاب کرنے والوں کی نشاندہی کی ہو؛

(ب) ضابطہ فوجداری کو متاثر کیے بغیر؛ سزا میں اضافے کا باعث بننے والے حالات، خاص طور پر کسی گمشدہ فرد کی ہلاکت کی صورت میں یا کسی حاملہ عورت، کمسن بچے، معذور افراد یا دیگر خاص طور پر غیر محفوظ افراد کی جبری گمشدگی کے واقعے کی صورت میں۔

شِق نمبر 8

شق نمبر 5 کو متاثر کیے بغیر،

1۔ جو فریق ریاست جبری گمشدگی کے حوالے سے حد بندیوں کا قانون نافذ کرے گی وہ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی کہ فوجداری ضوابط کے لیے حد بندی کی میعاد:

(الف) لمبے عرصہ کے لیے ہو اور اس جرم کی انتہائی سنگینی سے مطابقت رکھتی ہو؛

(ب) اس کا آغاز جبری گمشدگی کے جرم کے خاتمے کے وقت سے ہو اور جرم کی جاری نوعیت کو مدِنظر رکھا جائے۔

2۔ ہر فریق ریاست حد بندی کی میعاد کے دوران جبری گمشدگی کے متاثرین کو مؤثر معاوضے کے حق کو یقینی بنائے گی۔

شق نمبر 9

1۔ ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جرم پر اپنے دائرہ اختیار کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) اگر جرم کا ارتکاب اس کے دائرہ اختیار میں شامل اس کے اپنے علاقے میں یا اس ریاست میں رجسٹرڈ سمندری جہاز یا ہوائی جہاز میں ہوا ہے؛

(ب) اگر مبینہ مجرم اس ریاست کا شہری ہے؛

(ج) اگر گمشدہ فرد اس ریاست کا شہری ہے اور فریق ریاست کارروائی کرنا مناسب سمجھتی ہے۔

2۔ اسی طرح ہر فریق ریاست جبری گمشدگی کے جرم پر اپنے دائرہ اختیار کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی اگر مبینہ مجرم اس کے اپنے دائرہ اختیار میں شامل علاقے میں موجود ہے ماسوائے اس کے کہ ریاست نے اپنے کسی بین الاقوامی معاہدے کی روشنی میں اُس مجرم کو کسی دوسرے ملک یا تسلیم شدہ بین الاقوامی کریمینل ٹربیونل کے حوالے کر دیا ہو۔

3۔ یہ میثاق ملکی قانون کی مطابقت میں کسی اضافی فوجداری اختیار کے استعمال کی ممانعت نہیں کرتا۔

شق نمبر 10

1۔ فریق ریاست جس کے علاقہ میں جبری گمشدگی کا مشتبہ ملزم پایا جائے، دستیاب شدہ معلومات کا جائزہ لینے کے بعد ان معلومات کی صحت سے مطمئن ہو تو وہ اس فرد کو اپنی تحویل میں لے گی یا اُس کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے تمام ضروری قانونی اقدامات کرے گی۔ ملزم کی تحویل یا دیگر قانونی اقدامات اُس فریق ریاست کے قانون کی مطابقت میں ہوں گے مگر ان کا دورانیہ اتنا ہی ہوگا جتنا کہ اُس کے خلاف فوجداری کارروائی شروع کرنے، یا اس کی سپردگی یا حوالگی کے لیے ضروری ہوگا۔

2۔ جو فریق ریاست اِس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور اقدامات کرتی ہے، وہ حقائق کی چھان بین کے لیے فوری طور پر انکوائری یا تحقیقات کرے گی۔ فریق ریاست اس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور ریاستوں کو بھی مطلع کرے گی۔ وہ انہیں فرد کی حراست، حراست کا سبب بننے والے حالات اور اپنی ابتدائی انکوائری یا تحقیقات کے نتائج سے بھی آگاہ کرے گی نیز انہیں اپنا دائرہ اختیار استعمال کرنے کے ارادے سے بھی مطلع کرے گی۔

3۔ پیراگراف نمبر 1 کے تحت تحویل میں لیا گیا فرد اپنی ریاست کے قریب ترین موزوں نمائندے سے یا اگر اُس فرد کا کوئی وطن نہیں تو جس ریاست میں عموماً رہائش پذیر ہے، اُس ریاست کے نمائندے سے رابطہ کرسکتا رسکتی ہے۔

شق نمبر 11

1۔ فریق ریاست جس کے دائرہ اختیار میں شامل علاقہ میں جبری گمشدگی کا مشتبہ ملزم پایا جائے اور وہ ریاست اپنے بین الاقوامی معاہدات کی مطابقت میں ملزم کو کسی دوسری ریاست کے سپرد نہیں کرتی یا کسی تسلیم شدہ بین الاقوامی کریمینل ٹربیونل کے حوالے نہیں کرتی تو وہ مقدمہ سازی کے مقصد کے لیے مقدمہ کو مجاذ حکام کے حوالے کرے گی۔

2۔ یہ حکام اُس فریق ریاست کے قانون کے تحت سنگین نوعیت کے عام جرم کے مقدمے کی طرح ہی اپنا فیصلہ کریں گے۔ شق نمبر 9، پیراگراف نمبر 2 میں مذکور واقعات میں مقدمہ سازی اور سزایابی کے لیے شہادت کے اصول شق نمبر 9 پیراگراف 1 میں مذکور واقعات میں مطلوبہ اصولوں سے کم معیاری نہیں ہوں گے۔

3۔ جس فرد کے خلاف جبری گمشدگی کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے گی اُسے کارروائی کے تمام مراحل میں شفاف سلوک کی ضمانت دی جائے گی۔ جس فرد کے خلاف بھی جبری گمشدگی کے جرم میں قانونی کارروائی کی جائے گی، اُسے ایک مجاذ، خودمختار اور غیر جانبدار قانونی عدالت یا ٹربیونل کے سامنے شفاف ٹرائل کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

شق نمبر 12

1۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ جو فرد شکایت کرے کہ کسی آدمی کو جبری گمشدگی کا نشانہ بنایا گیا ہے، اُسے مجاذ حکام تک حقائق پہنچانے کا حق حاصل ہو۔ حکام اس الزام کا فوری طور پر غیر جانبدارانہ جائزہ لیں گے اور جہاں ضروری ہو مکمل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کریں گے۔ جہاں ضرورت پڑے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے کہ شکایت دہندہ، گواہان، جبری گمشدہ فرد کے رشتہ دار، ان کا وکیل صفائی نیز تحقیقات میں شریک افراد شکایت یا دی گئی گواہی کے نتیجے میں بُرے سلوک یا دھونس ودھمکی سے محفوظ رہیں۔

2۔ اگر اس امر کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ کسی فرد کو جبری گمشدہ کیا گیا ہے تو اِس شق کے پیراگراف 1 میں مذکور حکام تحقیقات کریں گے چاہے اس حوالے سے باضابطہ شکایت کا اندراج نہ ہوا ہو۔

3۔ ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور حکام:

(الف) کے پاس مؤثر طریقے سے تحقیقات کرنے کے لیے ضروری اختیارات اور وسائل ہوں۔ ان کی تحقیقات سے متعلقہ دستاویزات اور معلومات تک رسائی بھی ہو؛

(ب) کے پاس جہاں ضروری ہو عدالت کی پیشگی اجازت کے ساتھ جو کہ اس معاملے کو فوری طور پر نمٹائے گی، جائے حراست یا کسی بھی دوسرے مقام جہاں گمشدہ فرد کی موجودگی کے ٹھوس شواہد ہوں تک رسائی ہو۔

4۔ ہر فریق ریاست تحقیقات کے عمل کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کرے گی۔ وہ اس چیز کو خاص طور پر یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کا ارتکاب کرنے والے مشتبہ افراد شکایت دہندہ، گواہان، گمشدہ فرد کے رشتہ داروں یا ان کے وکیل صفائی یا تحقیقات میں شریک افراد پر دباؤ ڈال کر یا ڈرا دھمکا کر یا انتقامی کارروائیوں سے تحقیقات کے عمل پر متاثر نہ ہوسکیں۔

شق نمبر 13

1۔ فریق ریاستوں کے مابین ملزمان کی حوالگی کے مقاصد کے لیے، جبری گمشدگی کو ایک سیاسی جرم یا سیاسی جرم سے منسلک جرم یا سیاسی مفادات سے متاثر ہو کر سرزد کیا جانیوالا جرم تصور نہیں کیا جائے گا۔ اِسی طرح، اس جرم کی بنیاد پر ملزم کی حوالگی کی درخواست کو محض اِن وجوہات کے باعث رد نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ اس میثاق کے نفاذ سے قبل فریق ریاستوں کے مابین ملزمان کی حوالگی کا معاہدہ موجود ہے تو جبری گمشدگی کے جرم کو اُس معاہدے میں شامل قابلِ حوالگی جرم شمار کیا جائے گا۔

3۔ فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ اِس میثاق کے نفاذ کے بعد اگر ان کے مابین ملزمان کی حوالگی کا معاہدہ طے پاتا ہے تو وہ جبری گمشدگی کے جرم کو قابلِ حوالگی جرم کے طور پر اُس معاہدے کا حصہ قرار دیں گی۔

4۔ ایک فریق ریاست جو ملزم کی حوالگی کو معاہدے کی موجودگی کے ساتھ مشروط کرتی ہے، اُسے کسی دوسری فریق ریاست سے ملزم کی حوالگی کی درخواست موصول ہوتی ہے جس کے ساتھ اس کا ملزمان کی حوالگی کا کوئی معاہدہ نہیں ہے، تو وہ جبری گمشدگی کے جرم کے حوالے سے ملزمان کی حوالگی کے لیے اِس میثاق کو ضروری قانونی بنیاد تصور کر سکتی ہے۔

5۔ فریق ریاستیں جو ملزمان کی حوالگی کو معاہدے کی موجودگی

کے ساتھ مشروط نہیں کرتیں، جبری گمشدگی کے جرم کو اپنے مابین قابلِ حوالگی جرم تسلیم کریں گی۔

6۔ تمام واقعات میں ملزم کی حوالگی اُس فریق ریاست کے قانون میں درج شرائط کے تابع ہوگی جس سے درخواست کی گئی تھی یا ملزمان کی حوالگی کے معاہدات کی روشنی میں ہوگی۔ خاص طور پر ملزم کی حوالگی کے لیے کم سے کم سزا کی شرط سے متعلق شرائط اور ایسی وجوہات جن کی بناء پر درخواست شدہ فریق ریاست ملزم کی حوالگی سے انکار کرسکتی ہے یا اسے بعض شرائط کے تابع رکھ سکتی ہے۔

7۔ اس میثاق میں شامل کسی بھی شق کی اس طرح تشریح نہیں کی جائے گی جس سے درخواست شدہ ریاست ملزمان کی حوالگی کی پابند ہوجائے اگر اُس ریاست کے پاس یہ یقین کرنے کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ درخواست کا مقصد کسی فرد کو اس کی جنس، مذہب، قومیت، لسانی شناخت، سیاسی آراء یا کسی سماجی گروہ کی رکنیت کے مقدمہ سازی یا سزا کا نشانہ بنانا ہے، یا اس درخواست کی منظوری سے مذکورہ وجوہات میں سے کسی ایک وجہ کے سبب اُس فرد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

شق نمبر14

1۔ فریق ریاستیں جبری گمشدگی کے جرم کے حوالے فوجداری کاروائی کے ضمن میں ایک دوسرے کی زیادہ سے زیادہ قانونی معاونت کریں گی اور ان کاروائیوں کے لیے ہر قسم کی ضروری شہادت بھی فراہم کریں گی۔

2۔ یہ باہمی قانونی مشاورت درخواست شدہ فریق ریاست کے ملکی قانون میں یا باہمی قانونی معاونت پر قابلِ نفاذ معاہدات میں فراہم کردہ شرائط کے تابع ہوگی، خاص طور پر ایسی وجوہات سے متعلق شرائط جن کی بناء پر درخواست شدہ فریق ریاست باہمی قانونی معاونت کی فراہمی سے انکار کرسکتی ہے یا اِسے بعض شرائط کے تابع رکھ سکتی ہے۔

شق نمبر15

فریق ریاستیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گی اور جبری گمشدگی کے متاثرین کی مدد کرنے، اور گمشدہ افراد کو تلاش کرنے، ان کا سراغ لگانے اور بازیاب کروانے اور ان کی ہلاکت کی صورت میں ان کی قبر کشائی اور نشاندہی اور ان کی لاش کی واپسی کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ باہمی معاونت کریں گی۔

شق نمبر16

1۔ کوئی فریق ریاست کسی فرد کو ملک بدر، واپس یا کسی دوسرے ملک کے سپرد نہیں کرے گی اگر اس امر کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ وہاں اُس فرد کو جبری گمشدگی کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

2۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا ایسے شواہد موجود ہیں کہ نہیں، مجاز حکام تمام متعلقہ امور پر غور کریں گے، اور جہاں ضروری ہو متعلقہ ریاست میں انسانی حقوق کی سنگین، کھلے عام یا وسیع پیمانے پر ہونیوالی خلاف ورزیوں یا انسانیت دوست قانون کی سنگین پامالیوں کو بھی مدِنظر رکھا جائے گا۔

شق نمبر17

1۔ کسی فرد کو بھی خفیہ حراست میں نہیں رکھا جائے گا۔

2۔ فرد کو دیگر آزادی سے محروم کیے جانے کے حوالے سے فریق ریاست پر عائد دیگر فرائض کو متاثر کیے بغیر ہر فریق ریاست اپنے قوانین میں درج ذیل شقیں شامل کرنے کی پابند ہے:

(الف) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے کے لیے شرائط وضوابط کا تعین؛

(ب) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے کے لیے مجاز حکام کی نشاندہی؛

(ج) حراست میں لیے گئے فرد کو ایسے افراد کے لیے سرکار کے زیرِ انتظام مختص کردہ قیدخانوں میں رکھے جانے کی ضمانت؛

(د) حراست میں لیے گئے فرد کو قانون کے مطابق اپنے خاندان، وکیل اور دیگر احباب سے ملاقات کرنے، خط و کتابت رکھنے کی سہولت فراہم کرنے کی ضمانت، غیر ملکی ہونے کی صورت میں بین الاقوامی قانون کے مطابق اپنے ملک کے سفارتی حکام سے رابطے کی سہولت فراہم کرنے کی ضمانت؛

(ہ) حراست میں لیے گئے افراد کے لیے مختص قیدخانوں تک مجاز حکام اور اداروں کو ضرورت پڑنے پر عدالتی اجازت کے ساتھ یا اس کے بغیر مکمل رسائی کی ضمانت؛

(و) عدالت میں بلا تاخیر غیر قانونی حراست ثابت کرنے اور رہائی کا فیصلہ کرانے کے لیے آزادی سے محروم کیے گئے یا جبری طور پر لاپتہ کیے گئے فرد کی قانونی چارہ جوئی کا حق استعمال کرنے سے قاصر ہونے کے باعث قانونی طور پر متعلق فرد یا ادارہ مثلاً آزادی سے محروم کیے گئے فرد کے عزیز واقارب، نمائندگان یا وکلاء کے ہر قسم کی صورت حال میں عدالت میں مقدمے کی پیروی کرنے کے مجاز ہونے کی ضمانت۔

3۔ فریق ریاست حراست میں لیے گئے افراد کے تازہ ترین کوائف پر مبنی ایک یا ایک سے زائد رجسٹر بنانے اور محفوظ رکھنے کی پابند ہے۔ فریق ریاست یہ رجسٹر عدالت یا ریاستی قوانین کے تحت کسی بھی اور مجاز ادارے یا کسی بھی بین الاقوامی مختار ادارے فریق ریاست جس کی رکن ہو کے طلب کرنے پر فوری مہیا کرنے کی پابند ہے۔ اس رجسٹر میں درج ذیل معلومات کا اندراج لازمی ہے؛

(الف) حراست میں لیے گئے فرد کی شناخت

(ب) حراست میں لیے گئے فرد کو حراست میں لینے کا وقت، تاریخ اور مقام اور حراست میں لینے والے ادارے کی شناخت؛

(ج) حراست میں لینے کے احکامات جاری کرنے والے ادارے/فرد کی تفصیلات اور حراست میں لینے کی وجوہ؛

(د) حراست میں لیے گئے افراد کی نگرانی کے ذمہ دار ادارے کی تفصیلات؛

(ہ) حراستی مرکز کا مقام، حراست میں لیے گئے افراد کے مرکز میں داخلے کا وقت اور تاریخ اور حراستی مرکز کے نگران اہلکاروں کی تفصیلات؛

(و) حراست میں لیے گئے فرد کی صحت سے متعلق معلومات؛

(ز) حراست کے دوران موت واقع ہونے کی صورت میں موت کی وجہ اور موت کے ذمہ دار حالات اور میت کی حوالگی/ترسیل کی تفصیلات؛

(ح) حراستی مرکز سے کہیں اور منتقل کیے جانے کی صورت میں منتقلی کی تاریخ، وقت، نئی جگہ کی تفصیلات اور منتقلی کے ذمہ دار ادارے کی تفصیلات۔

شق نمبر18

1۔ شق نمبر19 اور شق نمبر20 کے مطابق ہر فریق ریاست قانونی طور پر متعلق ہونے کے ناطے مثلاً زیرِ حراست افراد کے رشتے دار، وکلاء یا نمائندگان درج ذیل معلومات تک رسائی کی ضمانت دینے کی پابند ہے:

(الف) حراست میں لینے کے احکامات دینے والے حکام کی معلومات؛

(ب) حراست میں لیے جانے کی تاریخ، وقت اور مقام اور حراستی مرکز کی تفصیلات

(ج) حراستی مرکز کے نگران ادارے کی تفصیلات

(د) حراست میں لیے گئے فرد کی حراست گاہ کی معلومات جن میں کسی اور مرکز میں منتقلی کی صورت میں نئے مرکز کا محل وقوع اور نگران ادارے کی معلومات بھی شامل ہیں؛

(و) رہائی کا وقت، تاریخ اور مقام؛

(ہ) حراست میں لیے گئے فرد کی صحت سے متعلق معلومات؛

(ز) حراست کے دوران موت واقع ہونے پر موت کی وجہ اور موت کا باعث بننے والے حالات اور میت کی حوالگی

کی تفصیلات۔
2۔ اس شق کے پیراگراف نمبر 1 میں مذکور افراد اور زیرحراست فرد سے متعلق معلومات تک رسائی کی درخواست کرنے والے تفتیش میں شامل افراد کو بدسلوکی، ڈرانے دھمکانے یا کسی قسم کی پابندیاں عائد کیے جانے سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے مناسب اقدامات فریق ریاست کے لیے لازمی ہیں۔

شق نمبر19

1۔ لاپتہ فرد کی تلاش کی غرض سے جمع کی گئی ذاتی معلومات بشمول طبی و جنیاتی معلومات گمشدہ فرد کی تلاش کے سوا کسی مقصد کے لیے استعمال یا مہیا نہیں کی جاسکیں گی۔ تاہم ان معلومات کا جبری طور پر لاپتہ کیے جانے کا جرم ثابت کرنے کے لیے عدالتی کارروائی یا زرتلافی طلب کرنے کا حق استعمال کرنے کے لیے استعمال اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔
2۔ ذاتی معلومات بشمول طبی و جنیاتی کوائف اکٹھی کرنے، کام میں لانے یا محفوظ کرنے کا عمل کسی فرد کے انسانی حقوق، بنیادی آزادیوں اور انسانی وقار کی خلاف ورزی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

شق نمبر20

1۔ اشد ضرورت کے تحت قانونی تحفظ کے حامل اور عدالتی احکامات کے تحت زیرحراست افراد کے شق نمبر18 میں درج معلومات تک رسائی کے حق پر قدغن لگائی جاسکتی ہے لیکن صرف تب جب ایسا کرنا بے حد ضروری ہو یا معلومات تک رسائی سے متعلقہ فرد کی نجی زندگی یا سلامتی کو خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، فوجداری تفتیش میں خلل کا احتمال ہو، یا قانون کے مطابق ایسی ہی کسی اور وجہ کے تحت جو عالمی قوانین اور کنونشن کے مقاصد سے مطابقت رکھتی ہو۔ شق نمبر18 میں مذکور معلومات تک رسائی کے حق پر ایسی کوئی قدغن عائد نہیں کی جاسکتی جو شق نمبر 2 میں بیان کیے گئے طرز عمل کے مطابق ہو یا شق نمبر 17 کے پیراگراف نمبر1 کی خلاف ورزی کا باعث ہو۔
2۔ کسی فرد کے حراست میں لیے جانے کے لیے قانونی جواز فراہم کرنے کی ذمہ داری سے قطع نظر فریق ریاستیں شق نمبر18 کے پیراگراف نمبر1 میں مذکور افراد کو شق نمبر 18 کے پیراگراف نمبر 1 کے مطابق معلومات تک بلاتاخیر رسائی نہ ملنے پر عدالت کے ذریعے مناسب اور موثر چارہ جوئی فراہم کرنے کی پابند ہیں۔ چارہ جوئی کے اس حق کو کسی صورت معطل یا محدود نہیں کیا جاسکتا۔

شق نمبر21

ہرفریق ریاست حراست میں لیے جانے والے فرد کے رہا کیے جانے پر رہائی کے عمل کی توثیق کے لیے ضروری اقدامات کرنے کی پابند ہے۔ ہرفریق ریاست حراست میں لیے جانے کے بعد رہا کیے جانے والے افراد کی تندرستی اور رہائی کے وقت اپنے حقوق کے حصول کے لیے آزادنہ کوشش یقینی بنانے کے لیے اقدامات کی پابند ہیں۔ تاہم ایسے افراد کو ملکی دستور کے مطابق اپنی قانونی ذمہ داریاں ادا کرنے سے استثنیٰ حاصل نہیں ہوگا۔

شق نمبر22

شق نمبر 6 کی خلاف ورزی کیے بغیر ہرفریق ریاست درج ذیل طرز ہائے عمل کی روک تھام اور انسداد کے لیے اقدامات کرنے کی پابند ہے؛
(الف) شق نمبر 17 پیراگراف 2(f) اور شق نمبر 20 پیراگراف نمبر2 میں مذکور چارہ جوئی کے عمل میں تاخیر یا روکاوٹ ڈالنا؛
(ب) حراست میں لیے جانے کے کسی واقعے کا ریکارڈ نہ رکھنا یا سرکاری رجسٹر کے منتظم کے علم میں موجود تفصیلات کا درج نہ کیا جانا یا معلومات کی صحت سے منتظم کا لاعلم ہونا؛
(ج) زیرحراست افراد سے متعلق معلومات کی عدم فراہمی، یا غلط معلومات خواہ وہ ملکی قانونی تقاضوں کے مطابق ہوں کی فراہمی۔

شق نمبر23

1۔ ہرفریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ حراست میں لیے گئے فرد کی تحویل یا اس کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک میں ملوث قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں، ملٹری یا سولین، نجی عملے، پبلک افسران اور دیگر افراد کو دی جانیوالی تربیت میں اس میثاق میں شامل ضروری تعلیم متعلقہ دفعات کے متعلق معلومات شامل ہوں، تاکہ:
(الف) جبری گمشدگیوں میں ان اہلکاروں کو ملوث ہونے سے روکا جاسکے۔
(ب) جبری گمشدگیوں کی روک تھام اور تحقیقات کی اہمیت پر زور ڈالا جاسکے۔
(ج) جبری گمشدگی کے واقعات کے حل کی فوری ضرورت کی اہمیت کو یقینی بنایا جاسکے۔
2۔ ہرفریق ریاست اس بات کو یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کی اجازت یا حوصلہ افزائی کرنے والے احکامات یا ہدایات کی روک تھام ہو۔ ہرفریق ریاست اس بات کی ضمانت دے گی کہ جبری گمشدگی کے حکم کی تعمیل سے انکار کرنے والے فرد کو سزا نہ دی جائے۔
3۔ ہرفریق ریاست اس امر کو یقینی بنانے کے لیے ضروری احکامات کرے گی کہ اس شق کے پیراگراف 1 میں مذکورہ افراد جن کے پاس یقین کرنے کی ٹھوس وجہ موجود ہو کہ جبری گمشدگی کا واقعہ پیش آیا ہے یا اس کی منصوبہ بندی کی گئی ہے، وہ اپنے اعلیٰ افسران کو اس معاملے سے آگاہ کریں اور جہاں ضرورت پڑے نظر ثانی کرنے یا تلافی کا اختیار رکھنے والے مجاز حکام یا اداروں کو اس سے مطلع کریں۔

شق نمبر24

1۔ اس میثاق کے مقصد کے لئے' متاثرہ' سے مراد گمشدہ فرد یا یا کوئی بھی ایسا فرد ہے جس نے جبری گمشدگی کے نتیجے میں براہ راست نقصان اٹھایا ہو۔
2۔ ہر متاثرہ فرد کو جبری گمشدگی کے حالات کار، تحقیقات کی پیش رفت اور جبری گمشدہ فرد کی حالت کے بارے میں جاننے کا حق حاصل ہے۔ ہرفریق ریاست اس حوالے سے مناسب اقدامات کرے گی۔
3۔ ہرفریق ریاست گمشدہ افراد کی تلاش کرنے، سراغ لگانے اور بازیاب کروانے اور ہلاکت کی صورت میں ان کی لاشوں کا سراغ لگانے، احترام کرنے اور ان کے اہل خانہ کو واپس کرنے کے لئے تمام اقدامات کرے گی۔
4۔ ہرفریق ریاست اپنے قانونی نظام میں اس امر کو یقینی بنائے گی کہ جبری گمشدگی کے متاثرین کو تلافی اور فوری شفاف معاوضے کا حق حاصل ہو۔
5۔ پیراگراف 4 میں مذکورہ تلافی کے حصول کے حق میں مادی اور اخلاقی نقصانات شامل ہیں، مثال کے طور پر
(الف) معاوضہ
(ب) بحالی نو
(ج) اطمینان، بشمول وقار اور شہرت کی بحالی
(د) واقعہ دوبارہ پیش نہ آنے کی ضمانت
6۔ جبری گمشدہ فرد کی حالت زار معلوم ہونے تک تحقیقات جاری رکھنے کے فریضے کو متاثر کیے بغیر، ہرفریق ریاست سوشل ویلفیئر، مالی حالات، خانگی قانون اور جائیداد کے حقوق کے معاملات میں جبری گمشدہ افراد، جن کی حالت زار معلوم نہیں ہوئی اور ان کے رشتہ داروں کی قانونی صورتحال کے حوالے سے مناسب اقدامات کرے گی۔
7۔ ہرفریق ریاست جبری گمشدگیوں کے واقعات کے متعلق حقائق جاننے، جبری گمشدہ افراد کی حالت جاننے اور جبری گمشدگی کے متاثرین کی مدد کی غرض سے تنظیمیں اور انجمنیں بننے اور ان میں آزادانہ شریک

ہونے کے حق کی ضمانت دے گی۔

شق نمبر25

1۔ ہر فریق ریاست اپنے فوجداری قانون کے تحت درج ذیل امور کی روک تھام اور سزایابی کے لیے ضروری اقدامات کرے گی:

(الف) بچوں کی غلط طریقے دوری جو جبری گمشدگی کا نشانہ نہ بنے ہوئے ہیں، بچے جن کا والد، والدہ یا قانونی کفیل جبری گمشدگی کا نشانہ بنا ہوئے ہوں، یا جبری گمشدہ والدہ کی گمشدگی کے دوران پیدا ہونے والے بچے۔

(ب) اوپر پیراگراف (الف) میں مذکورہ بچوں کی حقیقی شناخت کی تصدیق کرنے والی دستاویزات کو خلط ملط کرنا، چھپانا یا ضائع کرنا۔

2۔ ہر فریق ریاست اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کی تلاش اور نشاندہی کرنے اور قانونی ضوابط کے بل کا نفاذ بین الاقوامی معاہدات کی روشنی میں انہیں ان کے حقیقی اہل خانہ کو واپس کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے گی۔

3۔ اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کی تلاش ،نشاندہی کرنے اور سراغ لگانے میں فریق ریاستیں ایک دوسرے کی مدد کریں گی۔

4۔ اس شق کے پیراگراف 1 (الف) میں مذکورہ بچوں کے بہترین مفاد کے تحفظ کے پیش نظر اور ان کی شناخت کے تحفظ کے بشمول ان کی قومیت، نام اور قانون کے تسلیم کردہ خاندانی تعلقات کے تحفظ کے لیے فریق ریاستیں جو کہ بچوں کو گود میں لینے یا ان کو اپنانے کے کسی دوسرے نظام کو تسلیم کرتی ہیں، وہ اپنے ملک میں اس نظام پر نظر ثانی کرنے کے لیے قانونی قواعد و ضوابط لاگو کریں گی اور جہاں مناسب ہو، جبری گمشدگی کے نتیجے میں کسی بچے کو گود میں لیا جاتا ہے تو وہ اس کو کالعدم قرار دیں گی۔

5۔ ہر قسم کے حالات میں اور خاص طور پر اس شق سے متعلقہ تمام معاملات میں بچے کا بہترین مفاد سب سے بالاتر چیز ہوگی اور جو بچہ اپنی آراء رکھنے کے قابل ہوگا، وہ اپنی آراء کے آزادانہ اظہار کا مستحق ہوگا۔ بچے کی آراء کو اس کی عمر اور شعور کے اعتبار سے خاص اہمیت دی جائے گی۔

حصہ دوئم

شق نمبر26

1۔ اس میثاق میں درج فرائض کی ادائیگی کے لیے 'کمیٹی برائے جبری گمشدگان قائم کی جائے گی (جس کا ذکر اب سے 'کمیٹی' کے نام سے کیا جائے گا)۔ یہ کمیٹی اعلی اخلاق اقدار اور انسانی حقوق کے شعبہ میں نمایاں قابلیت کے حامل 10 ماہرین پر مشتمل ہوگی جو اپنی ذاتی حیثیت سے خدمت سرانجام دیں گے اور خود مختار و غیر جانبدار ہوں گے۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب منصفانہ جغرافیائی تقسیم کی بنیاد پر فریق ریاستیں کریں گی۔ متعلقہ قانونی تجربے کے حامل افراد کی کمیٹی کے امور میں شراکت کی اہمیت اور متوازن جنسی نمائندگی کو خاطر خواہ اہمیت ملنی چاہیے۔

2۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی جانب سے فریق ریاستوں کے ششماہی اجلاسوں میں فریق ریاستوں کے نامزد افراد کی فہرست سے خفیہ رائے دہی کے ذریعے ہوگا۔ ان کا کورم دو تہائی فریق ریاستوں کی حاضری پر مشتمل ہوگا، کمیٹی کے منتخب شدہ افراد وہ ہوں گے جو سب سے زیادہ ووٹ حاصل کریں گے اور اجلاس میں شریک اور رائے دہی میں حصہ لینے والی فریق ریاستوں کی قطعی اکثریت حاصل کریں گے۔

3۔ ابتدائی انتخاب اس میثاق کے نفاذ کے چھ ماہ کے اندر ہوگا۔ ہر انتخاب کی تاریخ سے چار ماہ قبل اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل فریق ریاستوں کے نام ایک خط لکھیں گے اور انہیں تین ماہ کے اندر اندر نامزدگیاں جمع کروانے کی دعوت دیں گے۔ اُس کے بعد سیکرٹری جنرل حروف تہجی کی ترتیب میں نامزد شدہ تمام افراد کی ایک فہرست مرتب کریں گے جس میں امیدوار اور نامزد کرنے والی فریق ریاستوں کی نشاندہی کریں گے اور یہ فہرست تمام فریق ریاستوں کو ارسال کریں گے۔

4۔ کمیٹی کے اراکین کا انتخاب چار برس کی مدت کے لیے ہوگا۔ وہ دوبارہ منتخب ہونے کے اہل ہوں گے۔ تاہم، پہلے انتخاب کے موقع پر منتخب ہونے والے پانچ اراکین کی مدت دو برس بعد ختم ہو جائے گی؛ پہلے انتخاب کے فوری بعد اِس شق کے پیراگراف نمبر 2 میں مذکور اجلاس کے چیئرمین قرعہ اندازی کے ذریعے اِن پانچ اراکین کے ناموں کا چُناؤ کریں گے۔

5۔ اگر کمیٹی کا کوئی رکن فوت ہو جاتا ہے یا مستعفی ہو جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے اپنے فرائض ادا نہیں کرپاتا تو فریق ریاست جس نے اُسے نامزد کیا ہوتا ہے، اِس شق کے پیراگراف 1 میں درج معیار کے مطابق اپنے شہریوں میں سے کسی اور فرد کو باقی ماندہ مدت کے لیے منتخب کرے گی مگر یہ انتخاب فریق ریاستوں کی اکثریت کی منظوری کے تابع ہوگا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی طرف سے مجوزہ انتخاب کے بارے میں مطلع کرنے کے چھ ہفتوں کے اندر اگر نصف یا یا زائد فریق ریاستیں منفی ردِ عمل ظاہر نہیں کرتیں تو سمجھا جائے گا کہ فریق ریاستوں کی اکثریت کی منظوری حاصل ہوگئی ہے۔

6۔ کمیٹی اپنے قواعد و ضوابط کا تعین خود کرے گی۔

7۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کمیٹی کو ضروری وسائل، عملہ اور سہولیات فراہم کریں گے تاکہ مہ اپنے فرائض مؤثر طریقے سے انجام دے سکے۔ کمیٹی کے ابتدائی اجلاس کا انعقاد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کریں گے۔

8۔ کمیٹی کے اراکین اقوام متحدہ کے مشن ماہرین کے لیے مختص سہولیات، مراعات اور تحفظات کے حصول کے مستحق ہیں جن کا ذکر اقوام متحدہ کی مراعات اور تحفظات کی متعلقہ دفعات میں کیا گیا ہے۔

9۔ ہر فریق ریاست کمیٹی کے ساتھ تعاون کرے گی، کمیٹی کے اُن فرائض کی حد تک جو فریق ریاست نے قبول کیے ہیں اور کمیٹی کے اراکین کے فرائض کی ادائیگی میں اُن کی معاونت کرے گی۔

شق نمبر27

اس میثاق کے نفاذ کے بعد مخصوص تاریخ کے چار برس بعد جبکہ چھ برس کے اندر فریق ریاستوں کی کانفرس منعقد ہوگی جس میں کمیٹی کے امور کا جائزہ لیا جائے گا اور شق نمبر 44، پیراگراف 2 میں درج ضابطے کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا کہ آیا شق نمبر 28 سے 36 میں بیان فرائض کی روشنی میں میثاق پر عمل کی نگرانی کا کام کسی بھی امکان کو خارج از امکان قرار دیے بغیر، کسی دوسرے ادارے کو منتقل کیا جا سکتا ہے کہ نہیں۔

شق نمبر28

1۔ کمیٹی اس میثاق کے فراہم کردہ دائرہ کار کو مدنظر رکھتے ہوئے اقوام متحدہ کے تمام متعلقہ شعبوں، دفاتر، خصوصی ایجنسیوں، فنڈز، بین الاقوامی معاہدات کی تشکیل کردہ معاہداتی تنظیموں، اقوام متحدہ کے خصوصی قواعد و ضوابط، اور متعلقہ بین الحکومتی تنظیموں اور اداروں، نیز ریاستی اداروں، ایجنسیوں اور دفاتر کے ساتھ تعاون کرے گی جو تمام افراد کو جبری گمشدگیوں سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

2۔ اپنے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں کمیٹی بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدات سے قائم ہونے والے اداروں خاص طور پر شہری و سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی تشکیل کردہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کے ساتھ مشاورت کرے گی تاکہ اُن کے متعلقہ مشاہدات

اور سفارشات میں استقامت کو یقینی بنایا جاسکے۔

شق نمبر 29

1۔ ہر فریق ریاست اس میثاق کے نفاذ کے دو برس کے اندر کمیٹی کو ایک رپورٹ پیش کرے گی جس میں وہ اس میثاق کے تحت خود پر عائد فرائض کی انجام دہی کے لیے کیے گئے اقدامات کا ذکر کرے گی۔

2۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل تمام فریق ریاستوں کو یہ رپورٹ فراہم کریں گے۔

3۔ کمیٹی رپورٹ کا جائزہ لے گی اس پر مناسب آراء، مشاہدات اور سفارشات پیشکرے گی۔ متعلقہ فریق ریاست کو اُن آراء، مشاہدات اور سفارشات سے مطلع کیا جائے گا جو اپنے طور پر یا کمیٹی کی درخواست پر اُن پر ردِعمل ظاہر کرے گی۔

4۔ کمیٹی فریق ریاستوں کو اس میثاق کے نفاذ کے متعلق اضافی معلومات فراہم کرنے کی درخواست بھی کرسکتی ہے۔

شق نمبر 30

1۔ گمشدہ فرد کے رشتہ دار یا اُن کے قانونی نمائندے، اُن کا وکیل یا نیابت شدہ فرد، نیز اِس معاملے میں کوئی بھی جائز مفاد رکھنے والا افرد جبری گمشدہ فرد کی فوری بازیابی کی دخواست کرسکتا ہے۔

2۔ اگر کمیٹی سمجھے کہ اس شق کے پیراگراف 1 کے تحت فوری اقدام کی درخواست:

(الف) بنیادی طور پر بے بنیاد نہیں ہے؛

(ب) ایسی درخواستوں کے اندراج کے حق کے ناجائز استعمال کا باعث نہیں بن رہی؛

(ج) جہاں کہیں موقع موجود تھا، متعلقہ فریق ریاست کے مجاز اداروں کو پہلے ہی باضابطہ درخواست جمع کروائی گئی تھی؛

(د) اس میثاق کی دفعات سے غیر ہم آہنگ نہیں؛ اور

(ہ) عالمی تحقیقات کے تحت یہ معاملہ زیرِ غور نہیں آیا تھا

کمیٹی متعلقہ فریق ریاست سے درخواست کرے گی کہ وہ کمیٹی کی مقرر کردہ مدت کے اندر مذکورہ افراد کی حالتِ زار کے بارے میں معلومات فراہم کرے

3۔ اس شق کے پیراگراف 2 کی مطابقت میں متعلقہ فریق ریاست کی فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں کمیٹی فریق ریاست کو سفارشات کرسکتی ہے بشمول اس درخواست کے کہ اس میثاق کی روشنی میں متعلقہ فرد کا سراغ لگانے اور اس کے تحفظ کے لیے عارضی اقدامات سمیت تمام ضروری اقدامات کیے جائیں اور صورتحال کی ہنگامی نوعیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کمیٹی کو ایک خاص مقررہ مدت میں کیے گئے اقدامات سے مطلع کیا جائے۔ کمیٹی فوری اقدام کی درخواست کرنے والے فرد کو اپنی سفارشات اور ریاست کی جانب سے فراہم کردہ معلومات سے آگاہ کرے گی۔

4۔ گمشدہ فرد کی حالتِ زار معلوم نہ ہونے تک کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کے ساتھ کام کرنے کی کاوشیں جاری رکھے گی۔ درخواست دہندہ کو مطلع رکھا جائے گا۔

شق نمبر 31

1۔ ایک فریق ریاست اس میثاق کی توثیق کرنے کے وقت یا بعد ازاں یہ اعلان کرسکتی ہے کہ وہ کمیٹی کے اس اختیار کو تسلیم کرتی ہے کہ کمیٹی اُس ریاست کے دائرہ اختیار کے تابع ایسے افراد کی جانب سے یا اُن کے ایماء پر یہ شکایت سُن سکتی ہے کہ فریق ریاست نے اس میثاق کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُن کے حقوق کو متاثر کیا ہے۔

کمیٹی مذکورہ اعلان نہ کرنے والی ریاست سے متعلقہ شکایت وصول نہیں کرے گی۔

2۔ کمیٹی شکایت کو ناقابلِ قبول ٹھہرائے گی اگر

(الف) شکایت گمنام ہے

(ب) اگر یہ شکایت کے اندراج کے حق کی ناجائز استعمال کے زمرے میں آتی ہے یا اس میثاق کی دفعات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں؛

(ج) اس معاملے کو عالمی تحقیقات کے کسی دوسرے طریقہ کار کے تحت زیرِ غور لایا جارہا ہو؛ یا جہاں

(د) ملکی سطح پر دادرسی کے تمام دستیاب شدہ مؤثر ذرائع استعمال نہیں کیے گئے۔ اِصول کا اطلاق وہاں نہیں ہوگا جہاں دادرسی کے لیے درخواست کا طریقہ کار نہایت طویل ہو۔

3۔ اگر کمیٹی سمجھتی ہے شکایت اس شق کے پیراگراف 2 میں درج شرائط پر پورا اترتی ہے تو وہ یہ شکایت متعلقہ فریق ریاست کو ارسال کرے گی اور اُس سے درخواست کرے گی کہ وہ کمیٹی کی مقرر کردہ میعاد کے اندر کمیٹی کو اپنی آراء اور مشاہدات سے آگاہ کرے۔

4۔ شکایت کی موصولی کے بعد اور اُس کے معیار کا فیصلہ کرنے سے قبل کسی بھی وقت کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کو فوری توجہ طلب درخواست ارسال کرسکتی ہے کہ فریق ریاست مبینہ خلاف ورزی اے متاثرین کو ممکنہ ناقابلِ تلافی نقصان سے بچانے کے لیے ضروری عارضی اقدامات کرے۔ اگر کمیٹی اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتی ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ شکایت کے معیار کا تعین کرلیا گیا ہے۔

5۔ موجودہ شق کے تحت شکایات کا جائزہ کمیٹی کے بند اجلاسوں میں لیا جائے گا۔ کمیٹی شکایت دہندہ کو فریق ریاست کے فراہم کردہ ردِعمل سے آگاہ کرے گی۔ جب کمیٹی اِس عمل کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کرے گی تو وہ فریق ریاست اور شکایت دہندہ کو اپنی آراء سے آگاہ کرے گی۔

شق نمبر 32

ایک فریق ریاست کسی بھی وقت کمیٹی کے اس اختیار کو تسلیم کرنے کا اعلان کرسکتی ہے کہ کمیٹی ایسی شکایات وصول کرسکتی اور ان پر غور کرسکتی ہے جن میں کسی فریق ریاست کا یہ دعوی ہو کہ کسی دوسری فریق ریاست اس میثاق کے تحت اپنے فرائض ادا نہیں کررہی۔ کمیٹی کسی ایسی فریق ریاست کے خلاف شکایت وصول نہیں کرے گی جس نے یہ اعلان نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی کسی ایسی فریق ریاست کی طرف سے شکایت وصول کرے گی جس نے یہ اعلان نہیں کیا ہوگا۔

شق نمبر 33

1۔ اگر کمیٹی کو باوثوق معلومات موصول ہوتی ہیں کہ کوئی فریق ریاست اس میثاق کی خلاف ورزی کررہی ہے تو وہ متعلقہ فریق ریاست سے مشاورت کے بعد اپنے ایک یا زائد اراکین کو درخواست کرسکتی ہے کہ وہ مذکورہ ریاست کا فوری دورہ کریں اور کمیٹی کو واپس رپورٹ بھیجیں۔

2۔ کمیٹی متعلقہ فریق ریاست کو دورے کے متعلق آگاہ کرے گی اور اُسے وفد کی تشکیل اور دورے کے مقصد کے بارے میں بھی بتائے گی۔ فریق ریاست مناسب وقت کے اندر کمیٹی کو اپنے جواب سے مطلع کرے گی۔

3۔ فریق ریاست کی پُرزور درخواست پر کمیٹی دورے کے التواء یا تنسیخ کا فیصلہ کرسکتی ہے۔

4۔ اگر فریق ریاست دورے سے اتفاق کرتی ہے تو کمیٹی اور فریق ریاست دونوں دورے کی تفصیلات طے کرنے کے لیے مل کر کام کریں گی اور فریق ریاست کمیٹی کو تمام مطلوبہ سہولیات فراہم کرے گی تاکہ دورہ کامیابی کے ساتھ تکمیل پذیر ہو۔

5۔ دورے کے بعد، کمیٹی فریق ریاست کو اپنے مشاہدات اور سفارشات سے آگاہ کرے گی۔

شق نمبر 34

اگر کمیٹی کو ایسی معلومات موصول ہوں جن میں اس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ کسی فریق ریاست کے ماتحت علاقے میں جبری گمشدگی کی سرگرمی وسیع یا منظم بنیادوں پر

جاری ہے تو یہ اس فریق ریاست سے تمام متعلقہ معلومات حاصل کرنے کے بعد اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے ذریعے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو فوری طور پر اس معاملے سے آگاہ کرسکتی ہے۔

شق نمبر 35

1۔ ایسی جبری گمشدگیاں جن کا ارتکاب اس معاہدے کے نفاذ کے بعد کیا گیا ہو ان کی سماعت کے اختیارات محض کمیٹی کو حاصل ہوں گے۔

2۔ اگر کوئی ریاست اس میثاق کے نفاذ کے بعد اس میں شریک ہوتی ہے تو کمیٹی سے وابستہ ریاست کی ذمہ داریاں اُس پر میثاق کے اطلاق کے بعد پیش آنیوالی جبری گمشدگیوں تک محدود ہوں گی۔

شق نمبر 36

1۔ اس معاہدے کے تحت کمیٹی اپنی سرگرمیوں سے متعلق ایک سالانہ رپورٹ فریق ریاستوں اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کو جمع کرائے گی۔

2۔ سالانہ رپورٹ میں کسی فریق ریاست کے بارے میں کوئی تبصرہ شائع کرنے سے پہلے متعلقہ فریق ریاست کو پیشگی اطلاع دی جائے گی اور اسے اس کا جواب دینے کے لئے مناسب وقت دیا جائے گا۔ یہ فریق ریاست رپورٹ میں اپنی آراء یا مشاہدات شائع کرنے کی درخواست کرسکتی ہے۔

حصہ سوئم

شق نمبر 37

اس معاہدے کا کوئی بھی حصہ ایسی کسی بھی شقوں پر اثرانداز نہیں ہوگا جو تمام افراد کے جبری گمشدگیوں سے تحفظ کا باعث ہوں اور جو:

(الف) کسی فریق ریاست کے قانون میں شامل ہوں

(ب) اس فریق ریاست کے لئے نافذ العمل بین الاقوامی قانون میں شامل ہوں

شق نمبر 38

1۔ اس معاہدے پر اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستیں دستخط کرسکتی ہیں۔

2۔ اس معاہدے کا انحصار اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستوں کی توثیق پر ہے۔ توثیق کی دستاویزات اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو جمع کرائی جائیں گی۔

3۔ اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستیں اس معاہدے پر رضامندی ظاہر کرسکتی ہیں۔ اس کے لئے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو رضامندی کی دستاویز جمع کرانا ہوگی۔

شق نمبر 39

1۔ یہ معاہدہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو توثیق یا رضامندی کی بیسویں دستاویز جمع کرانے کی تاریخ کے تیسویں دن کے بعد نافذ العمل ہوگا۔

2۔ توثیق یا رضامندی کی بیسویں دستاویز جمع کرانے کے بعد اس معاہدے کی توثیق یا اس پر رضامندی ظاہر کرنے والی ہر ریاست کے لئے یہ معاہدہ اس ریاست کی توثیق یا رضامندی کی دستاویز جمع ہونے کے تیسویں دن نافذ العمل ہوگا۔

شق نمبر 40

اقوام متحدہ کی تمام فریق ریاستیں اور وہ تمام ریاستیں جنہوں نے اس معاہدے کی توثیق کی ہو یا اس پر رضامندی ظاہر کی ہو، اقوام متحدہ کا سیکریٹری جنرل انہیں مندرجہ ذیل کی اطلاع دے گا:

(الف) آرٹیکل 38 کے تحت دستخط، توثیق اور رضامندی؛

(ب) آرٹیکل 39 کے تحت اس معاہدے کے نفاذ کی تاریخ۔

شق نمبر 41

اس معاہدے کی شقوں کا کسی قسم کی پابندیوں اور استثنا کے بغیر وفاقی ریاستوں کے تمام حصوں پر اطلاق ہوگا۔

شق نمبر 42

1۔ دو یا اس سے زائد ریاستوں کے درمیان اس معاہدے کی تشریح سے متعلق کوئی بھی تنازعہ جسے مذاکرات یا اس معاہدے میں دیے گئے طریقہ کار کے ذریعے حل نہ کیا جاسکے، اسے ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ اگر ثالثی کی درخواست کئے جانے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر فریقین ثالثی کے طریقہ کار پر متفق نہیں ہو پاتے تو پھر ان میں سے کوئی بھی فریق عدالت کے آئین کی مطابقت میں درخواست دیتے ہوئے اس معاملے بین الاقوامی عدالت برائے انصاف کے سپرد کرسکتا ہے۔

2۔ کوئی بھی ریاست اس معاہدے پر دستخط کرتے وقت یا اس پر رضامندی ظاہر کرتے وقت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ وہ خود کو اس آرٹیکل کے پیراگراف نمبر 1 کا پابند نہیں سمجھتی۔ کسی بھی فریق ریاست کی جانب سے ایسا اعلان کئے جانے کے حوالے سے دیگر فریق ریاستیں اس شق کے پیراگراف نمبر 1 کی پابند نہیں ہوں گی۔

3۔ کوئی بھی فریق ریاست جس نے اس شق کے پیراگراف نمبر 2 کے مطابق ایسا اعلان کررکھا ہو وہ کسی بھی وقت اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو اطلاع دے کر اس اعلان سے دستبردار ہوسکتی ہے۔

شق نمبر 43

یہ معاہدہ انٹرنیشنل ہیومینیٹیرین لاء کی شقوں کے علاوہ 12 اگست 1949ء کے چار جنیوا معاہدوں اور 8 جون کے دو اضافی معاہدوں کی توثیق کرنے والے فریقین کی ذمہ داریوں، یا کسی بھی فریق ریاست کو دستیاب ایسے موقعے کے لئے نقصان دہ نہیں ہے جس کے تحت وہ ریاست ان حالات میں ریڈ کراس کی بین الاقوامی کمیٹی کو حراستی مراکز کا دورہ کرنے کا اختیار دے سکتی ہے جو انٹرنیشنل ہیومینیٹیرین لاء کے دائرہ کار میں نہ آتے ہوں۔

شق نمبر 44

1۔ اس معاہدے کی کوئی بھی فریق ریاست کوئی ترمیم تجویز کر کے اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو جمع کراسکتی ہے۔ بعدازاں سیکریٹری جنرل فریق ریاستوں کو اس مجوزہ ترمیم کے بارے میں بتائے گا اور درخواست کرے گا کہ وہ اس بات کی نشاندہی کریں کہ آیا وہ اس ترمیم پر سوچ بچار کرنے اور اس پر ووٹنگ کے لئے ایک اجلاس کی حمایت کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس اطلاع کی تاریخ کے پہلے چار ماہ کے اندر کم ازکم ایک تہائی فریق ریاستیں ایسے اجلاس کی حمایت کریں تو سیکریٹری جنرل اقوام متحدہ کے زیراہتمام اجلاس کا انعقاد کرے گا۔

2۔ اقوام متحدہ کا سیکریٹری جنرل اجلاس میں موجود فریق ریاستوں کی جانب سے ووٹنگ کے ذریعے دو تہائی اکثریت سے منظور کردہ کوئی بھی ترمیم منظوری کے لئے تمام فریق ریاستوں کو جمع کرائے گا۔

3۔ اس شق کے پیراگراف نمبر 2 کے مطابق منظور کی گئی ترمیم اس وقت نافذ العمل ہوگی جب اس معاہدے کی دو تہائی فریق ریاستوں نے اپنے متعلقہ آئینی طریق ہائے کار کے مطابق اس کی منظوری دی ہو۔

4۔ ان ترامیم کے نفاذ کے بعد وہی فریق ریاستیں اس کی پابند ہوں گی جنہوں نے اس کی منظوری دی ہو، دیگر فریق ریاستیں اس معاہدے کی شقوں اور ان ترامیم کی پابند ہوں گی جن کی انہوں نے اس سے پہلے منظوری دی ہو۔

شق نمبر 45

1۔ اس معاہدے کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی زبان کے متن مساوی طور پر معتبر ہیں، جو اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کو جمع کرائے جائیں گے۔

2۔ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل اس معاہدے کی تصدیق شدہ نقول ان تمام ریاستوں میں تقسیم کریں گے جن کا حوالہ شق 38 میں دیا گیا ہے۔

سرائیکی وسیب میں بھٹہ مزدوروں کے مسائل

نذیر احمد

جنوبی پنجاب کے سرائیکی علاقوں میں تقریباً 5,000 بھٹے ہیں۔ جن میں تقریباً 315,708 مرد وخواتین مزدور کام کرتے ہیں۔ یہ اعداد وشمار ملتان میں موجود بھٹہ مزدوروں کی یونین سے حاصل کیے گئے ہیں۔ بھٹہ مالکان مزدوروں کے ساتھ ہر قسم کا غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر انسانی سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔

پنجاب حکومت کے قانون کے مطابق بھٹہ مزدور کی کم از کم اجرت 1,480 روپے فی ہزار اینٹ ہے لیکن زمینی حقائق یکسر مختلف ہیں، حکومتی اجرت کسی بھی بھٹہ پر مزدوروں کو نہیں ملتی۔ بھٹہ مزدور 800 سے 1,000 روپے فی ایک ہزار اینٹ کی اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ اس استحصال کی وجہ سے مزدوروں کی حالت زندگی بدتر ہے۔ بھٹہ مالکان قانونی طور پر اسکا پابند ہے کہ ہر مزدور کا سوشل سیکورٹی کارڈ بنائے تاکہ مزدوروں کو صحت کی سہولیات مل سکیں لیکن بدقسمتی سے کسی بھی بھٹہ مزدور کے پاس سوشل سیکورٹی کارڈ موجود نہیں ہے۔ بیماری کی صورت میں مزدور قرض لیکر اپنا اور اپنے بچوں کا علاج کراتا ہے جس سے وہ ایک معاشی بحران اور قرض کی دلدل میں پھنس جاتا ہے اسی طرح کسی بھی مزدور کے پاس بڑھاپے کے مراعات کے قومی ادارے کا کارڈ موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے بھٹہ مزدوروں کو نہ تو بھٹہ مالکان کی طرف سے اور نہ ہی ای او بی آئی کی طرف سے مالی مراعات ملتی ہے اور وہ اپنا بڑھاپا بھی مالی پریشانیوں اور مشکلات میں گزارتے ہیں، بلکہ بڑھاپے میں بھی مزدوروں پر بھٹہ مالکان کا قرض رہتا ہے۔ اس قرض کو پیشگی کہا جاتا ہے جو کہ غیر قانونی ہے۔ کیونکہ مزدوروں کو پوری اجرت نہیں دی جاتی اور اسے علاج کی سہولت بھی میسر نہیں ہوتی تو وہ لامحالہ بیماری یا کسی اور مجبوری کی صورت میں بھٹہ مالکان سے پیشگی لیتے ہیں جو کہ اسکی ساری عمر پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ہزاروں مزدور اسی طرح قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور جبری مشقت کرنے پر مجبور ہیں۔ بھٹہ مالکان نے مزدوروں کو غلام بنا کے رکھا ہوا ہے۔ ایک بھٹہ پر لگ بھگ سو مزدور کام کرتے ہیں لیکن بھٹہ مالکان ان مزدوروں کو رجسٹر نہیں کرواتے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ بالکل غیر مؤثر ہے۔ جبری مشقت کے خاتمے کے لیے پنجاب حکومت نے ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ ویجیلینس کمیٹی (ڈی وی سی) بنائی تھی یہ کمیٹی ڈی سی او کی سربراہی میں مالکان، مزدوروں کے نمائندگان، اور سول سوسائٹی کے نمائندگان پر مشتمل ہوتی ہے، مگر ڈی وی سی غیر فعال ہوچکی ہے۔ اسکی میٹنگ بھی نہیں ہوتی۔ خواتین مزدوروں کا ایک اہم مسئلہ جنسی ہراسانی ہے۔ کام کے دوران اور بعد میں جنسی ہراسانی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ کسی بھی بھٹہ میں جنسی ہراسانی کی کمیٹی موجود نہیں ہے تو اس لیے بھٹہ مزدور خواتین خاموش رہتی ہیں اور جب جنسی ہراسانی بھٹہ مالکان کی طرف سے ہوتو پھر طبقاتی فرق بھی خواتین کو خاموش کرا دیتا ہے۔

بھٹہ مالکان مختلف طریقوں سے مزدوروں کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہیں۔ ایک نیا طریقہ ایڈوانس چیک کا ہے۔ بھٹہ مالک مزدور کا بینک اکاؤنٹ کھلواتا ہے اور چیک پر دستخط لیکر اپنے پاس رکھ لیتا ہے بھٹہ مالک اس چیک کے ذریعے بھٹہ مزدور کو گرفتار کروانے کی دھمکی دیتا رہتا ہے۔

بھٹہ پر کام کرنے کا ماحول بھٹہ مزدوروں کی صحت اور حفاظت کے لیے غیر مناسب ہے۔ بھٹہ پر کام کے دوران کئی مزدور زخمی ہوئے ہیں، کئی کے جسم جل گئے اور کچھ اپنی جان کی بازی ہار گئے۔ بھٹہ مالکان اور لیبر ڈیپارٹمنٹ بھٹوں میں کام کرنے کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدامات کرنے سے گریزاں ہیں۔ بھٹہ مزدوروں کی مؤثر یونین بھی نہیں ہے سول سوسائٹی کی تعاون سے کچھ بھٹہ یونین کام کررہی ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر بھٹہ کی اپنی یونین ہونی چاہیے۔

بھٹہ کے دھوئیں کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی بڑھ رہی ہے۔ زگ زیگ ٹیکنالوجی کی بدولت ماحول کو خراب کرنیوالے کیمیکل کا اخراج کافی حد تک کم ہوجاتا ہے . لیکن بدقسمتی سے سرائیکی وسیب میں ابھی تک 95٪ بھٹے پرانے ہیں اور ماحول کو آلودہ کررہے ہیں۔

بھٹہ مزدور کم اجرت، صحت، جبری مشقت، پیشگی اور جنسی ہراسانی اور دیگر مسائل کا شکار ہے۔ ان کے حل کے لیے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

1۔ تمام بھٹہ مزدوروں کو لیبر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹر کیا جائے۔
2۔ تمام بھٹہ مزدوروں کو حکومت کی مقرر کردہ اجرت 1,480 روپے فی ہزار اینٹ دی جائے۔
3۔ بھٹہ مزدوروں کے ای او بی آئی کارڈ بنائے جائیں۔
4۔ بھٹہ مزدوروں کے سوشل سیکورٹی کارڈ بنائے جائیں۔
5۔ ہر بھٹہ میں جنسی ہراسانی کے معاملات کی چھان بین کی کمیٹی بنائی جائے۔
6۔ ڈی وی سی کو فعال کیا جائے۔
7۔ پیشگی، ایڈوانس چیک یا کسی اور طریقے سے بھٹہ مزدوروں کو غلام بنانے اور جبری مشقت کا خاتمہ کیا جائے۔
8۔ بھٹہ پر کام کے ماحول کو محفوظ بنایا جائے۔
9۔ بھٹہ مزدوروں کی اجرت 1,480 روپے فی ہزار اینٹ سے بڑھا کر 2,000 روپے کی جائے۔
10۔ ہر بھٹے میں مزدوروں کی یونین ہونی چاہیے۔
11۔ ہر بھٹے پر بچوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔
12۔ ہر بھٹے کو زگ زیگ ٹیکنالوجی میں تبدیل کیا جائے تاکہ ماحولیاتی آلودگی سے بچا جائے۔

مصنف ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی کونسل کے رکن ہیں۔

ایک اور بچی کے ساتھ جنسی زیادتی

ٹوبہ ٹیک سنگھ 21 اگست کو اسلحہ کے زور پر 15 سال کی بچی کو اغوا کر کے اسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ بچی نے موقع پا کر ملزم کے موبائل سے اپنی والدہ کو فون کر کے کہا کہ 'اسے بچا لو یہ لوگ مجھے مار دیں گے'۔ ملزم لڑکی کو تریمو ہیڈ لے گیا تاکہ وہ اس کو پانی میں دھکا دے کر اس کی جان لے سکے۔ لیکن دن کی روشنی کی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہوسکا۔ پھر ملزم نے لڑکی کو چھوڑ دیا وہ اپنے گھر پہنچ گئی۔ ابھی تک پولیس کوئی بھی کارروائی نہیں کرسکی۔

(اعجاز اقبال)

4 سالہ بچے کا قتل

پنجگور 2 اگست 2021 کو قلم چوک، چتکان، ضلع پنجگور میں قدیر ولد خلیل نامی ایک 4 سالہ بچے کو پہلے تو اغوا کر کے لاپتہ کیا گیا اور پھر ہلاک کر کے اس کی تشدد زدہ لاش پھینک دی گئی جس پر پنجگور کے لوگ کافی مشتعل ہیں اور بلوچستان بھر کے لوگوں میں تشویش کی لہر پیدا ہوگئی ہے۔ قدیر کے والد خلیل ایک مزدور ہیں جو کہ ایک ہوٹل میں کام کرتے ہیں۔

(نامہ نگار)

پولیو ڈیوٹی پر جانے والا پولیس اہلکار قتل

ڈی آئی خان ڈی آئی خان میں فائرنگ سے پولیس اہلکار جاں بحق ہوگیا۔ پولیس کے مطابق ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے اٹل شریف کے قریب نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے ہیڈ کانسٹیبل دلاور خان جاں بحق ہوگیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ دلاور خان پولیو مہم پر ڈیوٹی دینے کیلئے جارہا تھا کہ گھات لگائے ملزمان نے اسے نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق واقعے کے بعد علاقے کی ناکہ بندی کر کے سرچ آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق گزشتہ روز بھی پشاور میں فائرنگ کر کے فرنٹیئر ریزرو پولیس اہلکار کو قتل کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں آج سے پولیو مہم کا آغاز ہو رہا ہے۔ ہیڈ کانسٹیبل دلاور کلاچی تھانہ میں بطور رو ڈی ایف سی تعینات تھا۔

(مسعود شاہ)

لڑکی کو جنسی تشدد کا نشانہ بنا ڈالا

سوات سوات کے سیاحتی علاقے مدین پولیس حکام کے مطابق چودہ سالہ حسینہ کوان کے دوست نے ورغلا کر جنسی تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ ملزم رب نواز کے خلاف دفعہ 376 کے تحت مقدمہ درج کر دیا گیا ہے اور ملزم کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں جبکہ متاثرہ لڑکی کو عدالتی حکم پر والدین کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ملزم کا تعلق مٹہ کے علاقے سخرہ نوخارہ سے ہے اور ملزم اور متاثرہ لڑکی کے آپس میں روابط تھے۔ وقوعہ کے روز لڑکی لڑکے کے ساتھ دن گیارہ بجے کے قریب ان کے گاؤں نوخارہ چلی گئی۔ متاثرہ لڑکی نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے بتایا ہے کہ رب نواز مجھے اپنے گھر کے ساتھ خالی مکان میں لے گیا اور میرے ساتھ دو دفعہ زنا بالجبر کیا۔ میرے منع کرنے پر اس نے نازیبا تصاویر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرنے کی دھمکی دی جس پر میں ڈر کے مارے کچھ نہ کر سکی۔ اس دوران اسکا بھائی اس خالی مکان میں آیا اس نے اپنے بھائی کو مارا پیٹا اور مجھے چھڑا کر کالاکوٹ بازار میں چھوڑ دیا۔ یہ عشاء کے نماز کا وقت تھا کالاکوٹ بازار کے چوکیدار نے لڑکی کو دیکھتے ہی پولیس کو اطلاع دی۔ کالاکوٹ پولیس نے مدین پولیس کے ساتھ رابطہ کر کے لڑکی کو مدین تھانہ منتقل کر دیا۔ پولیس کے مطابق میڈیکل ٹیسٹ سے اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ لڑکی کے ساتھ جنسی زیادتی ہوئی ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ لڑکی کا باپ انتہائی غریب اور مدین بازار میں محنت مزدوری کرتا ہے۔ متاثرہ لڑکی کے بھائی جانزادہ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ لڑکے کے خاندان والے ہمیں دباو میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں تاہم انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ ہمیں انصاف دیا جائے اور ملزم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

(مسعود شاہ)

خواتین کو ویکسین لگوانے میں مشکلات

ڈی آئی خان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لنڈی کوتل میں کورونا ویکسین لگوانے والوں کی مشکل بڑھ گئی، لوگوں نے ویکسین اور سہولیات میں اضافے کا مطالبہ کیا ہے۔ لنڈی کوتل کی مقامی خواتین اور دیگر افراد کو کورونا ویکسین کی پہلی و دوسری خوراک لگوانے میں سخت دشواری کا سامنا ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لنڈی کوتل میں گزشتہ کئی دن سے مقامی لوگ حکومتی ہدایات کے تحت کورونا وائرس کی ویکسین کی پہلی ڈوز لگوانے کیلئے آئے روز لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے ہو کر مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں مقامی خواتین صبح سویرے ہسپتال پہنچ کر ویکسین لگوانے کیلئے ذلیل ہو رہی ہیں۔ اس حوالے سے مختلف مکاتب فکر کے افراد کا کہنا تھا کہ ویکسین سنٹر میں 1 ہی کمپیوٹر پر انٹری کی جاتی ہے سٹاف میں صرف 3 بندے شامل ہیں جن میں ایک ڈیٹا انٹری کمپیوٹر اپریٹر، ایک رجسٹر انٹری کرنے والا جبکہ ایک بندہ ویکسین ڈوز لگواتا ہے اور صبح سے شام تک بمشکل 500 سے لیکر 700 افراد کی ویکسینیشن کی جاتی ہے جس میں سے ادھے سے بھی زیادہ افراد شام کو گھروں کو ویکسین لگوائے بغیر واپس لوٹ جاتے ہیں چونکہ حکومت کی جانب سے ہر خاص و عام کیلئے کورونا ڈوز لازمی قرار دے دیا گیا ہے لہذا متعلقہ حکام سٹاف کی کمی کو پورا کر کے مرد و خواتین کیلئے آلگ آلگ کورونا ویکسین کاونٹر قائم کریں تا کہ روزانہ کی بنیاد پر ہزاروں افراد کورونا خوراک لگوا سکے اور فضول کرایوں کی مد میں اخراجات سے محفوظ ہو سکے۔ علاقے کے عوام نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر قاسم عباس اور دیگر محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ لنڈی کوتل میں کورونا وائرس سے بچاؤ کی ویکسین کے لئے مزید سنٹرز اور کاونٹرز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ سٹاف میں بھی اضافہ کریں تا کہ علاقے کے عوام کو کورونا وائرس سے بچاؤ کی ویکسین بروقت لگوائی جا سکے۔ (مسعود شاہ)

فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہسپتال کا تعمیراتی کام بند

نوشکی دس سال قبل 22 کروڑ روپے کی کثیر لاگت سے 50 بستروں کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ایک سال کے دوران ٹور بینڈ تک کام کرنے کے بعد گزشتہ 9 سالوں سے ہسپتال کے تعمیر کا کام فنڈ کی عدم فراہمی کی وجہ سے کام بند ہے۔ پہلے جو تعمیراتی کام ہوا ہے وہ بھی غیر تسلی بخش ہے ہسپتال کے تعمیر میں جہاں نوشکی کے لاکھوں شہریوں کو صحت کے سہولتوں کے فراہمی میں مشکلات پیش آرہی ہیں دوسری جانب منصوبے میں تاخیر کی وجہ سے مہنگائی کے باعث منصوبے کی لاگت میں کئی گناہ اضافے سے قومی دولت کا ضیاع ہو رہا ہے ہسپتال سڑک کے کنارے واقع ہے لیکن دس سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی کسی عوامی و اعلیٰ حکام نے اس فلاحی منصوبہ میں تاخیر کا نوٹس کیوں نہیں لیا دو صوبائی حکومتیں اپنا پریڈ پورا کر کی ہے اور گزشتہ تین سالوں سے بلوچستان میں صحت کا قلمدان وزیر اعلیٰ بلوچستان کے پاس ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہسپتال کے تعمیراتی منصوبے پر کام نہ ہونا حکومتی اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے بلوچستان میں ترقی خوشحالی کے بلند بانگ دعوے دس سال سے مکمل نہ ہونے والے ہسپتال کے تعمیر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے نوشکی کے عوامی اور سماجی حلقوں نے صوبائی حکومت کے اعلیٰ حکام کی توجہ اس مسلئہ کے جانب مبذول کراتے ہوئے مطالبہ کیا ہے نوشکی میں عوام کو صحت کی سہولیات کے فراہمی کے لیے مزکورہ ہسپتال کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جائے۔

(محمد سعید)

گرلز پرائمری سکول جلد از جلد قائم کیا جائے

ڈی آئی خان ان خیالات کا اظہار کوکی خیل تپہ کھٹیا خیل سکنہ پمپ ہاوس مندتو کلے کے حاجی نوردین، ریاض احمد، حاجی سبیل اور محمد ایوب نے جمرود پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ گرلز پرائمری سکول بنانے کیلئے محکمہ تعلیم ضلع خیبر نے 2019 میں ہمارے علاقے کا سروے مکمل کیا لیکن تقریباً دوسال گزرنے کے باوجود سکول کے تعمیراتی کام کا آغاز نہیں کیا جا سکا، جس کی بناء پر ہماری بچیاں تین کلو میٹر کا سفر کرنے پر مجبور ہیں جبکہ علاقے کی کئی طالبات سکول کو خیر ابادبھی کہہ چکی ہیں۔ مشران کا کہنا تھا کہ بعض لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ مذکورہ سکول کسی دوسرے علاقے میں بنایا جائے جو کہ ہمارے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے، اس لئے ہم پمپ ہاوس مندتو کلے کے جملہ باشندگان حکام بالا سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ گرلز پرائمری سکول ہمارے علاقے میں بنایا جائے تا کہ ہمارے بچوں کے روشن مستقبل کو تاریکیوں کا شکار ہونے سے بچایا جا سکے۔

(مسعود شاہ)

چمن بارڈر کی بندش سے تاجر طبقہ کو مشکلات کا سامنا

چمن چمن چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کے صدر حاجی جلات خان اچکزئی نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر محمد صدیق مدنی کو بتایا کہ پاک افغان تجارت کی نازک صورتحال سے تاجر طبقہ بہت مشکلات کا سامنا ہے اور موجودہ صورت حال دوطرفہ پاک افغان تجارت کے لئے بہت مشکلات پیدا کر رہی ہے۔ چمن پاک افغان باڈر بند ہونے سے تاجروں کو جو نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے وہ ناقابلِ تلافی ہے۔ تجارت بند کرنے سے معاشرے میں جرائم اور دوسرے غیر قانونی کام جنم لیتے ہیں۔ موجودہ سیزن تازہ میں میوہ جات، سبزیاں عروج پر ہیں لیکن باڈر بند ہونے سے دونوں طرف کے مظلوم کسان اور تاجروں کو کافی نقصان ہوا جو فصلیں پک چکے ہیں وہ کھیتوں اور باغات میں خراب ہو رہے ہیں۔ جو کسانوں اور تاجروں کے ساتھ سراسر ظلم اور جبر ہیں اور اس کا ازالہ وہ آنے والے کئی سالوں میں نہیں کر پائینگے۔ لہذا دونوں طرف کے موجودہ ذمہ داران اور انتظامیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ چمن باڈر دروازہ کو کھول دے اور تجارت کو بحال کرے تا کہ تاجروں کو مکمل طور پر معاشی طور پر ڈوبنے سے بچایا جائے۔

(محمد صدیق مدنی)

فائرنگ سے بچی جاں بحق

لکی مروت 07 اگست 2021ء کو لکی مروت کے علاقے کوٹکہ محمود بائیست خیل میں مخالفین کی فائرنگ سے چار سالہ بچی جاں بحق اور اس کے والدین زخمی ہو گئے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ملزمان منیر خان اور عید محمد کو اراضیات کے تنازعے پر رنج اور غصہ تھا۔ وقوعہ کے روز دونوں لال بادشاہ کے گھر میں داخل ہوئے اور اہل خانہ پر فائرنگ کر دی جس سے 4 سالہ مروہ بی بی جاں بحق ہوگئی جبکہ بچی کے والد لال بادشاہ اور والدہ یاسمین بی بی زخمی ہوگئیں۔ واقعات کے بعد دونوں ملزمان جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے، جن کے خلاف تھانہ سرائے گمبیلا میں متعلقہ دفعات کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی گئی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ چھاپے مار کر ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

(نامہ نگار)

ٹارگٹ کلنگ، سب انسپکٹر سمیت دو افراد جاں بحق

ڈی آئی خان قبائلی اضلاع شمالی وزیرستان اور خیبر میں ٹارگٹ کلنگ کے دو مختلف واقعات میں سب انسپکٹر سمیت دو افراد جاں بحق ہو گئے۔ ذرائع کے مطابق ٹارگٹ کلنگ کا پہلا واقعہ شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں پیش آیا جہاں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ٹی ٹی مداخیل سے تعلق رکھنے والے سب انسپکٹر محمد شفیق جاں بحق ہو گئے۔ پولیس کے مطابق واقعہ کے بعد ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے، مقتول محمد شفیق کی لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے میر علی ہسپتال منتقل کر دیا گیا جبکہ پولیس نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر تفتیش شروع کر دی۔ دوسری جانب ضلع خیبر باڑہ کے نواحی علاقہ اکاخیل سیال خان خوڑ میں نامعلوم کی فائرنگ سے قبیلہ قمبر خیل سے تعلق رکھنے والے نصراللہ جاں بحق ہو گئے۔

(مسعود شاہ)

"آئی ایچ ایس کے برطرف ملازمین کا بحالی کے لیے احتجاجی مظاہرہ"

حیدرآباد انٹیگریٹیڈ ہیلتھ سروس (آئی ایچ ایس) جامشورو اور ٹنڈیاری کے ملازمین نے نوکریوں سے بلا جواز برطرفی کے خلاف حیدرآباد پریس کلب کے سامنے ثناءاللہ، سعید احمد، اور منظور احمد کی قیادت میں دوسرے روز بھی احتجاجی مظاہرہ کیا اس موقع پر مذکورہ رہنماؤں نے کہا کہ بغیر کسی نوٹس کے آئی ایس کے ملازمین کو نوکریوں سے برطرف کر دیا گیا ہے جو محکمہ صحت کا ملازمین کے ساتھ ظالمانہ سلوک ہے ہم بلا معاوضہ اپنی خدمات دینے کے لیے تیار ہیں لیکن ہمیں الاؤنس دیا جائے تا کہ ہم اپنے بچوں کا گزر بسر کر سکیں ہم کئی سال سے اپنی نوکریاں محنت اور ایمانداری سے کر رہے ہیں اس کے باوجود محکمہ صحت نے ہمیں بلا جواز برطرف کر دیا جس کے باعث ہمارے گھروں کے چولہے ٹھنڈے ہو گئے ہیں اور ہم فاقہ کشی پر مجبور ہیں، ارباب اختیار آئی ایچ ایس کے برطرف ملازمین کو فوری بحال کر کے بیروزگاری اور فاقہ کشی سے بچائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

طالبعلم کا قتل

نوشہروفیروز نوشہروفیروز کے نواحی علاقہ پڈعیدن کے مین بازار میں مسلح افراد کی فائرنگ دوکان پر بیٹھے میڈیکل فائنل ائیر کے طالبعلم کو مبینہ بے دردی سے قتل، سوگ میں شہر مکمل بند، ملزمان کی عدم گرفتاری پر شہریوں کا احتجاج۔ تفصیلات کے مطابق نوشہروفیروز کر نواحی علاقہ پڈعیدن کے معروف تاجر سیٹھ محمد بوٹا آرائیں کے نوجوان 25 سالہ نوجوان بیٹے میڈیکل فائنل آئیر کے طالبعلم حسنین آرائیں کو دو نامعلوم مسلح موٹر سائیکل سوار افراد نے مبینہ فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا واقع کی اطلاع پر دوکانداروں نے فوری طور پر پڈعیدن اسپتال منتقل کر دیا جہاں پر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے نوجوان دم توڑ گیا۔ شہری اتحاد پڈعیدن کے رہنماء چودھری شبیر حسین آرائیں سمیت دیگر نے احتجاج کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ انہوں نے آئی جی سندھ ڈی آئی جی شہید بےنظیر آباد عرفان بلوچ ایس ایس پی الطاف حسین لغاری سے مطالبہ کیا ہے کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔ ایس ایچ او منیر احمد لغاری نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ واقع کی تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔

(الطاف حسین)

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:			
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع	
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			
6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل			
7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	1-			
	2-			
	3-			

10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	1-			
	2-			
	3-			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				
رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلہ	شہر/ضلع	

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آ سکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کر کے بھیجیں

Human Rights Commission of Pakistan

جہدحق Monthly **JEHD-E-HAQ**

اظہارِ لاتعلقی: براہِ مہربانی نوٹ کرلیں کہ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) کا جہدِ حق کے مَتن سے مُتفق ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا، جہدِ حق میں شامل مواد و خیالات کی ذِمہ داری کسی طور پر بھی ایف این ایف پر عائد نہیں کی جا سکتی۔

اظہارِ تشکّر: جہدِ حق کی اشاعت کے لیے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) نے مالی معاونت کی ہے جس کے لیے ایچ آر سی پی، ایف این ایف کا انتہائی مشکور ہے۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15